

۵۰۹۷

۴۹۱۰

کائنات قبل اسلام

۵۰۹۷

دو به آمد و آمد و آمد و آمد

دو به آمد و آمد و آمد و آمد

دو به آمد و آمد و آمد و آمد

دو به آمد و آمد و آمد و آمد

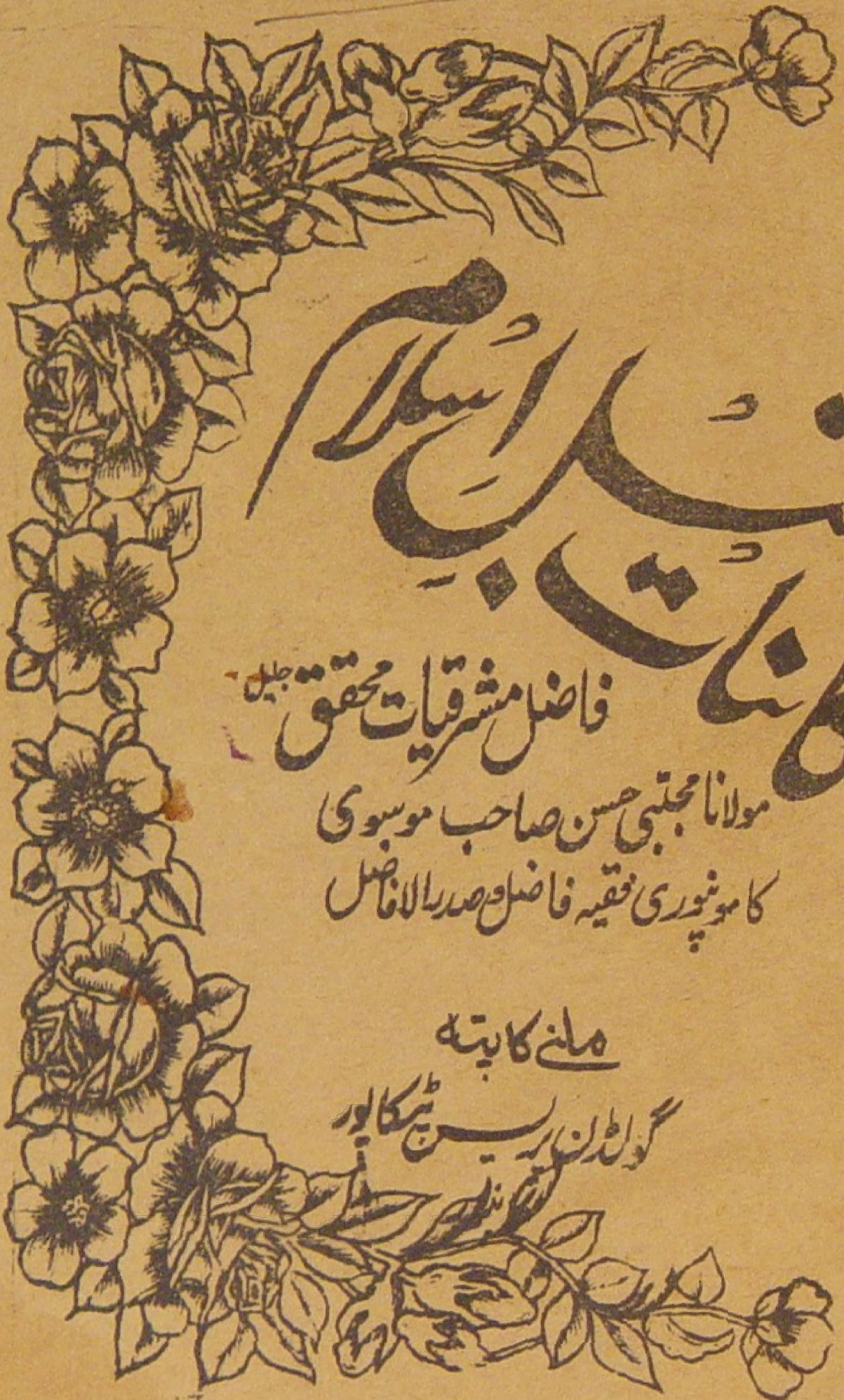
دو به آمد و آمد و آمد و آمد

491.



کتب خانہ اسلامیہ

شہر میرٹھ



فتوح اسلام

کتاب

فاضل مشرقیات محقق ^{مجلد}

مولانا مجتبیٰ حسن صاحب موسوی
کامونپوری فقیہ فاضل صدر الافاضل

ملنے کا پتہ

گولڈن ریج ٹیکالور

تذکرہ مصنف علامہ

حضرت سلطان المحققین مولانا مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ موسوی کامون پوری فقیہ فاضل
الہ آباد یونیورسٹی و صدر الافاضل جامعہ سلطانہ لکھنؤ غازی پور ایسے مردم خیز اور مرکز مولانا
عالم و فضل صنم کے ایک موضع (کامون پور) کے رہنے والے ہیں۔ غازی پور ہمیشہ علما و مجتہدین
افاضل و مورخین۔ فلاسفہ و ہندوستانی۔ واعظین و مبلغین مصنفین۔ اطباء و شعرا کامر کر بہار
علامہ مجتبیٰ حسن صاحب کی ابتدائی اور اوسط تعلیم بنارس میں ملکی الصفات مولانا مقتدانا
علی جو اد صاحب مولانا محمد سجاد صاحب قبلہ اعلیٰ الد مقامہا کے زیر توجہ ہوئی علامہ مولانا
بنارس سے جامعہ ملیہ ناظمیہ لکھنؤ میں شریک ہوئے۔

الہ آباد یونیورسٹی کے امتحانات یہیں سے دئے۔ یہاں سے جامعہ سلطانہ لکھنؤ
(مسلمانان ہند کی بہت بڑی شاہی عربی یونیورسٹی) میں داخل ہوئے اور وہاں کی
آخری سند صدر الافاضل حاصل کی۔ خارج سے لکھنؤ کے اکابر علما و مجتہدین سے
سلسلہ درس و تدریس رکھا۔ علمائے اجازہ اور گرانقدر اساتذہ۔ تصنیف تالیف
اور مقالہ نگاری کا شوق فطری تھا عربی و اردو میں سیکڑوں مضامین لکھے اور شائع ہوئے
مستقل تصانیف تالیف کیں۔ مدرسہ اسلامیہ بہار میں مدرس اعلیٰ ہے۔ بعض اردو
اجار کی ادارت بھی کی۔ اکثر افاضل نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

مولوی زوار حسین صاحب مولوی فاضل پنجاب مولوی اسد علی صاحب فاضل ادب لکھنؤ۔
رجا افضل عراق میں زیر تعلیم ہیں) مولوی جبار حسین صاحب فاضل ادب۔ الہ آباد یونیورسٹی
مولوی اسرار حسین صاحب فاضل ادب مولوی مقبول حسن صاحب فاضل ادب وغیرہ آپ کے ممتاز تلامذہ ہیں
علامہ موصوف کئی سال سے شب و روز مطالعہ تاریخ میں مصروف رہے ہیں۔ جوڑی میں جامعہ انہر
(دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی) کے شعبہ تحقیق میں شرکت کے لئے روانہ ہو جائینگے۔

۵۹۴
۱۹۱۰

۱
۷۸۹

الحمد لله والصلوة والسلام

کتاب قبل اسلام کی ہیئت برکت کا نظارہ

جاپان، مصر، تبت، ہند، فارس، جزیرہ مالٹا، روس

یونان، یورپ، عرب وغیرہ کی اخلاقی مذہبی

اور تمدنی تاریخ کا جائزہ

مستشرقین یورپ کی الزام تراشیوں کا تماشا

علم الاصلنام کی دلچسپ تحقیقات

مادیت کی گھنگھوڑ گھٹاؤں کو خالص کنی قیامی

فاران کی چوٹی پر دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا ظہور

اہل یورپ آج جنکی مادی ترقی کا پارہ انتہائی ڈگری پر پہنچا ہوا ہے۔ اپنے غارہ
رخسار سے دنیا کے اکثر بھولے بھالے انسانوں کی نظریں حسن کے تنہا مالک بن بیٹھے ہیں
مگر اسلام جو کہ دنیا کے قدیم و جدید تمدن کی ناقابل انفکاک و انفصال کڑی ہے اب بھی

یورپ اور اس کے عقائد۔ اوسکے تمدن۔ اسکی تہذیب کو حقارت و ذلت کی نظر سے
دیکھ رہا ہے۔ یورپ کو اپنے حریف کے جاہ و جلال پر جس قدر غم و غصہ ہے اوس کا طور
اسکی ہر سانس سے ہوتا ہے۔

پہلے تو یورپ اسلام کو اندھا دھند الزامات کا نشانہ بناتا ہے مگر جب اس کے
اعتراضات کا ترگش خالی ہو گیا اور اسے خوب تجربہ ہو گیا کہ اس علمی دنیا میں اب اسلام
ہی کے اصول زندگی ماننے جا رہے ہیں جب یورپ اسلام کے قوانین فطرت سے ٹکرا کر
رشتی کی دنیا میں بدنام ہونے لگا تو اسے اتہامات و الزامات کی روح کو نیا جسم دینا پڑا۔
اسے اسلام کی تمدنی جامعیت قہراً ماننی پڑی مگر اس نے یہ کہہ کر اسلام کے احسانات سے
اپنے خیال میں سبکدوشی حاصل کرنی چاہی کہ اسلامی تمدن خود اسلام کا کوئی تحفہ نہیں ہے
بلکہ یہ تمدن یونان و فارس کے تمدن کی بلندی امتزاج و آمیزش کی ایک انہی صورت ہے۔
عیسائی موسیٰ جرجی زیدیاں تاریخ التمدن الاسلامی الحلال مصر ۱۹۱۰ء میں اس
اعتراض کو یاد دلاتا ہے۔ من عدم بعض الكتاب من الاخر فج ان الحرب
فضل لهم في تمدنهم الاسلامی لانهم انشاؤہ علی انقاض التمدن
اليونانی و الفارسی فالتمدن الاسلامی عندہم عبارة عن مزيج
من ذنبت التمدن مع بعض التعديل بظاہر جرجی زیدیاں کو یورپ کی اس
اوج سے اختلاف ہے۔ وہ منصفانہ لہجہ میں مگر پورے اندرونی تعصب کے ساتھ یہ
انکشاف کرتا ہے کہ اسلام کو بیرونی امداد کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ عرب قبل اسلام کا تمدن
حورا علیٰ اور اُکمل تھا۔ اس خیال کو صاف صاف الفاظ میں جب یورپ اعتراض کا
لباس پہناتا ہے تو یوں کہتا ہے۔ عرب قبل الاسلام بعد الاسلام سے بدتر تھا۔
اسلام سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا۔ اسلام نے جو کچھ پیش کیا وہ عرب ہی سے لیکر

کچھ مصنفین فرنگ کا خیال ہے کہ تمدن اسلام میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تمدن اسلام کچھ ترمیم کے ساتھ یونان و

وہ بھی ناکامیاب طریقے سے۔

میرا خیال ہے کہ اگر میں تاریخی روشنی میں یہ دکھا دوں کہ جس وقت اسلام آیا ہے اس وقت عرب کی کیا حالت تھی۔ اگر میں ثابت کر لیجاؤں کہ اسلام نے جو تمدن پیش کیا ہے وہ عرب کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا تو یہ کوئی گراں قدر خدمت نہیں سمجھی جاسکتی میں کسی توہین کے لہجہ میں نہیں کہتا میں ایک واقعیت کا اظہار کر رہا ہوں کہ اسلام کوئی موسوی یا عیسوی دین نہیں ہے جس کا فریضہ بنی اسرائیل کی چند بھیرطوں کی گلہ بانی پر ختم ہو جاتا ہو (متی ۱۵)۔

یہودیت و عیسائیت کے علاوہ دنیا میں اور مردہ یا نیم مردہ مذاہب بھی ہیں ہمارا ان سب سے یکساں مقابلہ ہے۔ اس لئے صرف عیسائیت کے مقابلہ میں ہماری فتح کوئی چیز نہیں ہے۔

ہاں اسلام کے وسیع و عالمگیر پیغام کو سامنے رکھ کر۔ اسلام کے دعوے رسالت مطلقہ کو تول کر کائنات کے مطالعہ اور نتائج کے استنباط سے اسلام کے اعلان عام کی حمايت یا تنقیص کیا جاسکتی ہے۔ میرا تاریخی معلومات کی بنا پر یہ عقیدہ ہے کہ مجبوراً عالم کے تمدن کو جس میں مجھے کسی استثنائی گنجائش نہیں نظر آتی اسلام کے سہرے اور مکمل تمدن کے مقابلہ میں محققانہ فیصلہ کے ماتحت کوئی نسبت نہیں دی جاسکتی میں مسلمان ہوں ابوالبشر آدم سے کلمۃ اللہ عیسیٰ بن مریم تک سلسلہ نبوت کی کڑی کا ایک خاص عظمت کے ساتھ معترف ہوں۔ میں ادنیٰ نبوت کی صداقت کا قائل اور امن کے مکمل انسان ہونے کا مدعی ہوں۔ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہر قوم میں انبیاء آتے رہے ہیں۔

لیکن جب دنیا کے انسانیت طفولیت کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ اسے

ابتدائی اور موٹے موٹے اصول کی حاجت تھی۔ اسکے نصاب تعلیم میں طبع و
تخیل کی ضرورت تھی۔ اسے ایک ایسے ناموس اعظم ایک انتہائی لائحہ عمل کے ذریعہ
ایک ایسے صحیح فکر کی ضرورت تھی جس میں مبادیات اخلاق اور دیگر سائے
اور معمولی اصول کی تلقین کی گئی ہو۔

انبیاء کو کچھ لائے وہ وقت کے اقتضا کے موافق لائے۔ مگر اسے بھی شریر
انسانوں نے تمام قبولیت کا درجہ نہیں دیا اور اب تو تحریف و ترمیم نے ان
اصول و فرض کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ اصلی حالات کا پتہ لگانا محال لگا ہو گیا ہے۔

مادہ پرستی کا دور اول

خلیفۃ اللہ فی الارض یا عالم اکبر کا رئیس انسان اپنی ظاہری صورت کے لحاظ سے
کتنا ہی وجہ کیوں نہ ہو۔ مگر جنس سافل کے سامنے اس کی عظمت کے لئے صرف اتنی ہی
وجہ ناکافی ہے۔ انسان کے ایسے اعضا و جوارح کم و بیش دوسری متحرک مخلوق
کے پاس بھی ہیں۔ انسان و حیوان کے اجزائے ترکیبی میں کوئی بڑی فرق نہیں
معلوم ہوتا ہے مگر جس چیز کا صرف انسان ہی مالک ہے اور مخلوقات سے چھلکتی
ہوئی کائنات میں جو چیز اس کو بے برتری و بالاثبات کرتی ہے وہ اس کے
قوائے کامنہ میں

انسان کی غیر محدود صلاحیت اور مخفی قوی میں جس طاقت کا فعلی مظاہرہ اس کی
مادی زندگی کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ وہ اس کا جاریہ حیانت جیات ہے۔
شروع شروع اسے کائنات سے کسی نظام کے ماتحت استفادہ کا سلیقہ نہیں تھا
مگر اس کی بیتاب فطرت پہلی ہی فرصت میں ہر چیز کی آزمائش کا حوصلہ

رکھتی تھی اُسے رگ کی چمک بھی معلوم ہوئی اُسے سانپ کا لہرنا پسند آیا۔ کبھی وہ شیر کا ذیل ڈھل دیکھ کر مچلا۔ کبھی اپنے اپنے پہاڑ اُسے خوبصورت معلوم ہوئے اسوقت وہ صرٹ انگوں کا پتلا تھا۔ وہ کائنات کے مناظر پر ٹوٹ پڑا آگے اُسے جلایا۔ ساپنے کا ما۔ شیر نے زخمی کیا۔ جذ بہ حیانت حیات اسکے سامنے آیا۔ اب دھپنے ماسوا سب سے جھجھکنے لگا۔ اس تصادم سے اس نے یہ غیر منطقی نتیجہ نکالا کہ ایک میں ناتوان محض ہوں اور سب طاقت والے ہیں جب انسانیت کچھ اور بلند ہوئی تو اُسے یہ غور کرنا پڑا کہ ہم یہاں کیسے آئے۔

اُس نے پہلے پہل جب آنکھ کھولی تھی اسوقت بھی اُسے مناظر قریب اپنے شباب میں نظر آئے تھے۔ اور اب بھی جبکہ وہ اپنے حالات میں تو بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے کے انقلابات دیکھ رہا ہے۔ مگر اپنے اپنے پہاڑ پر شہر بچھتے ہوئے دریا اُسے ایک حالت میں لازوال نظر آتے ہیں۔

میر کا روال کا پتہ لگانا انسان کا فطری جذبہ تھا۔ وہ اپنے قافلہ سالار کو پہچانتا بھی تھا۔ مگر وہ تاریکی میں تھا۔ اسکی عقل و شعور کی روشنی اپنی لوحِ حسنیٰ تیز کرتی جلتی تھی اُسے اتنا ہی بھولا ہوا سبق یاد آ رہا تھا۔

انسان کے بے صبر اور بچپن فطرت ہونے میں کسے شک ہے اس نے اپنی ذرا سی نشانی میں اپنے سبب اول کی تلاش میں جلدی کی۔ اسکی باطنی یاد نے یہ تو یقین کامل سے باور کرا دیا کہ اوس کا کوئی بھیجنے والا ہے۔ مگر وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ کون ہے۔ ایک معلوم دوسری جہول کے پتہ لگانے کے اصول کو وہ صحیح طور سے ترتیب تو نہیں دے سکتا تھا۔ مگر اسے کچھ کچھ اس اصول کی چمک معلوم ہونے لگی تھی اس نے اپنے تجربہ سے مدد لی وہ آگ پانی۔ اور اپنے اپنے پہاڑوں سے مرعوب ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی پریشان فکری کو

یہ سمجھا کر تسلی دیدی کہ مناظر ہی کا مجموعہ میرا خالق ہے۔ انسانیت نے کچھ اور موش سنبھالا
انسان کا زمین سے اپنے خیال میں نصرت پا چکا تھا اُسے بلند نظری کی بھوک ہوئی۔
اس نے چاند سورج اور عجیب عجیب ستارے دیکھے۔ اس نے زمین کی اشیاء سے زیادہ
ان میں عظمت پائی۔ اس نے اپنے خاراؤں کی فہرست میں پہلی حرفوں سے ان کا نام بھی
لکھ لیا۔

انسانیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ آسمان و زمین کے لاتعداد خداؤں کی فہرست
مرتب ہو چکی تھی اب وہ اس سلسلہ کو ختم ہی کر نیا لاتھا کہ اُسے اپنی صنف کے کچھ افراد
ایسے نظر آئے جو ان ہیبتناک پہاڑوں کو تراش رہے تھے جو کہ ان سرکش اور گریز پادریاؤں
کے دہانے جھڑن چاہتے تھے نوڑ دیتے تھے پہاڑ اس کے غلام بنے ہوئے تھے۔ دریا
اس کے اطاعت گزار تھے شیر اس کے پیروں کو چومتے تھے۔ دفعۃً آسمان و زمین کا جلال
اسکی نگاہوں سے گھٹ گیا۔ انسان کے پردہ میں اسے ناقصیت کا تصور ہوا۔ وہ یہ کہتے
ہوئے سجدہ میں بھک گیا کہ میں نے اپنے خدا کو پایا۔ میں نے اپنے خدا کو پایا کچھ دنوں تک صبر و
سکون سے وہ ان کو عبود اکبر سمجھتا رہا۔ انسان اپنی دھن میں ہے۔ نظام عالم اپنا کام
کر رہا ہے فرشتہ اجل نے ان حکمران اور توانا خداؤں کو تلبشہ کی نیند سلا دیا۔ بجسی اور پھر
فناؤں کے خلاف تقریبیں کر رہی تھی مگر عرصہ تک جنگی توانائی اور اپنی عاجزی جن کی معبودیت
اور اپنی عبودیت کے مضبوط و مستحکم رشتے باندھے گئے تھے وہ نہ سہی مگر اون کی خدائی کا تصور
یکایک الوہیت کے تحت سے نہیں اُتارا جاسکتا تھا۔ اون کے مجسموں سے ان کی جگہیں
چُر کی گئیں۔ انسانیت کی ترقی مزید نے ہر شخص کو اون کمالات کا مالک بنا دیا جن کی بنا پر
گزشتہ افراد کو خدائی کے لئے چنا گیا تھا۔ آخر انسان نے اپنی بیدار طاقتوں کے
اندازہ سے کائنات پر اپنی تسخیری صلاحیتوں کے وثوق سے ادھر ہر شخص میں ان صلاحیتوں کی

یکسانیت سے مادی خدائوں سے دست برداری کا اعلان کر دیا وہ گھڑی مادہ پرستی کی
 احتضاری ساعت تھی جب انسان کو اپنی سابق گمراہیوں پر ندامت ہوئی اور اس نے
 خدا کو ایک مافوق المخلوق طاقت کی حیثیت سے دیکھا مگر ابھی وہ اپنے نفسیاتی حصار کو
 باہر قدم نہیں نکال سکتا تھا۔ اسے ابھی یہ سوچنا باقی تھا کہ ہمارا معبود مافوق المخلوق سہی
 لیکن اعضائے عالم کی اسکو بھی ضرورت ہوگی۔

انسان کو دیگر مخلوقات میں کسی کے ہاتھ پیر۔ رنگ نقشہ میں زیادہ جاذبیت نہیں
 معلوم ہوئی اسے اپنے اعضا و جوارح زیادہ کامل اور خوبصورت نظر آئے اس نے تصویر
 یار میں اپنا رنگ بھرا شروع کیا۔ تصویر تیار ہوئی وہ عرصہ تک اسے پیار کرتا رہا۔ اس دن
 مادیت اور اودھام پرستی کا جنازہ نہایت حقارت سے اٹھادیا گیا جس دن انسان نے طے
 کر لیا کہ خدا ایک ابدی ولا زوال اور بار بار بنیال طاقت کا نام ہے۔ وہ جسم و جسمانیات
 منزہ ہے۔ مخلوقات کی ایسی اس میں کوئی بات نہیں وہ صفات کمال کا مجموعہ ہے۔ ہم
 اسکی کینہ حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے یہی مخلوق پرستی اور خدا پرستی کی تدریجی تاریخ ہے
 اس زمانہ کے پیغمبروں نے جن کو عام زبان میں انسان کامل کہا جاسکتا ہے ہر عصر میں
 شرک کی مخالفت اور خدا سے واحد و قیوم کی اصلی توحید کی تبلیغ کی۔ اس جاہلیت
 کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ان کی کامیابی یلگی ہو سکتی تھی کہ کبھی کبھی موحدانہ آواز شکاری خنزیر
 برق کی طرح ایک خفیف سی چمک پیدا کر دے۔ مذاہب عالم کے سمجھنے کے لئے تھوڑے تھوڑے
 نقطہ نظر کے فرق سے بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ ہم نے ایک خاکہ پیش کر دیا ہے جسکو
 زیادہ تفصیل مطلوب ہو وہ مل و نخل ابو المنظر طاہر بن محمد اسفرائینی۔ مل و نخل باقلائی
 متوفی ۴۰۳ھ۔ مل و نخل ابو منصور بغدادی متوفی ۴۲۹ھ۔ الفصل فی المیل و النخل بابن جزم
 متوفی ۴۵۶ھ۔ مل و نخل شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ۔ مل و نخل احمد بن مرثدے زبیری

دوبستان مذاہب نقاۃ المل بطراۃ النخل ترجمہ مل و نخل قلمی کا مطالعہ کرے۔

عالم کی مادہ پرستی کی کہانی تاریخ کی زبانی

توریت سے بھی ہمارے بیان کردہ تصورات و قیاسات کی تائید ہوتی ہے۔ کتاب پیدائش و زمریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل طوفان نوح بت پرستی پھیل گئی تھی۔ اس کی تائید یہود کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جنہوں نے قائن کی راہ اختیار کی۔

بحار ۲۶ میں امام جعفر صادق کی جو حدیث مروی ہے اس سے خلوق پرستی کی ابتدائی تاریخ اور بہت سے مجزی سلسلوں پر عبور ہو جاتا ہے جنکو اب تک عام تاریخ میں نہیں معلوم کر سکیں۔

امام فرماتے ہیں کہ قابیل نے جب دیکھا کہ آگن بابل کی نذر قبول کر لی وہ ابلیس کے کہنے میں آگیا کہ بابل اس آگ کی پرستش کرتے تھے اس لئے نذر قبول ہو گئی۔ قابیل نے آتش پرستی شروع کر دی۔ امام فرماتے ہیں قابیل نے ایک آتش کدہ کی تعمیر کی۔ قابیل کی اطاعت نے ترکہ میں اپنے آپ سے آتش پرستی پائی۔ اس حدیث سے آتش پرستی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے اسباب و علل کی تفصیل بھی معلوم ہوتی ہے۔ بحار ۲۶ میں ایک اور حدیث ملتی ہے جس سے مجسمہ پرستی کی ابتدائی تاریخ کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ قبل طوفان نوح بعض مومنین کی وفات سے عام بچپنی پیدا ہو گئی ابلیس نے ان کا مجسمہ بنا دیا۔ کچھ دن کے بعد مجسموں کو گھروں میں منتقل کیا گیا۔ اس حالت کیساتھ ایک زمانہ گزر گیا دوسرے قرن میں ابلیس نے لوگوں کو یہ فریب دیا کہ یہ مجسمے تمہارے خدا ہیں۔ تمہارے مال باپ انہیں کو پوجتے تھے مجسمہ پرستی

مشرع ہو گئی۔ جناب لوح کے زمانہ تک ہی دور رہا۔ آخر کار جناب لوح کی بددعا سے
یہ لوگ عذاب کی زد میں آ گئے۔

بحال کی ان دو نون حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش پرستی اور مجسمہ پرستی کا
آغاز جناب لوح کے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اب ہم زمانہ لوح کے توسط سے اپنے مملو
کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

مصنف تلخیص التواریخ مطبع العلوم مراد آباد ۱۸۸۶ء لکھتا ہے کہ مہابھارت
کی پن پر ب میں سب سے پہلے منو کو متوبوست کہا ہے جسکے معنی ہیں صاحب کشتی اور
لکھا ہے کہ منو اسی منو کے ۳ خاندان رچا پند۔ سوچ۔ یون کے نام سے مشہور ہوئے جنکی
نسل سے دنیا کی آبادی ہے۔

اسلامی تاریخ میں بھی ہے کہ طوفان لوح کے بعد لوح کے تین بیٹے ہوئے۔
حام۔ سام۔ یافت انھیں کی نسل سے دنیا کی موجودہ آبادی ہے۔ قدیم زبانوں میں لوح کی
متعدد تعبیریں بیان کی جاتی ہیں، مجموعہ دستاویز میں گلشاہ عربی میں لوح۔ سریانی
میں یسکرا (انگریزی میں نوآ) (NOAH) سنسکرت میں یوست منو
اہل ہند لوح کے تینوں بیٹوں میں سے "حام" کو یون، اور "سام" کو چاند
اور یافت "کو سوچ" کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سوم کے معنی سنسکرت میں
چاند ہیں جو سام کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ اب ہم دنیا کے قدیم ممالک اور ان کے
اخلاقی مذہبی اور تمدنی کائنات کا جائزہ لیتے ہیں ہم کو اپنے مطالعہ کے زمانہ میں
ایک کتاب۔ دنیا کی سیر مصنفہ بابو پیارے لال زمیندار برہم پٹھام و دیاساگر پریس
ضلع علیگڑھ ۱۹۹۹ء کے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب اگرچہ بہت مختصر ہے مگر
اس میں دنیا کے قدیم ممالک پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے ہم آئندہ اس کے اقتباسات پیش کریں گے۔

یونان جو اہل یونان یا نئی کی نسل سے تھے انکی اپنے مورث اعلیٰ کی پرستش کا خیال پیدا ہوا یہ پرستش پرستش کے نام سے مشہور ہوئی۔ یونانی زبان میں جو پیشتر سورج کو کہتے ہیں تارخ یونان ڈاکٹر کوٹا اسے ترجمہ منشی وزیر علی مطبع العلوم دہلی ۱۸۸۷ء سے یونانی تہذیب و تمدن کا کافی اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یونانی برہمن ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے و انکا بہت انہیں بہت قدیم خیال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی چوری کرنے کی حالت میں پکڑ لیا جاتا تھا تو اسکو اسے سزا ہوتی تھی کہ تم نے جو قوتی سے کیوں چوری کی۔ نوجوان لڑکیاں عام طور سے عالم برہمنی میں سب سے ملتی جلتی تھیں۔ ایک بار بہت سپاہی یہ عہد کر کے جنگ کیلئے روانہ ہو گئے کہ بغیر فتح کے نہیں پلٹیں گے۔ اور اپنی عورتوں کیلئے پچاس جوان چھوڑ گئے جو ان کی غیبت میں نیابت کا مردانہ حق رکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ یونان میں دروناک پابندیوں کے ساتھ غلامی کا رواج بھی پایا جاتا ہے۔ چین کے پیش نظر اسوقت چین کی دو تاریخیں ہیں۔ تاریخ چین مطبع نورالانوار میرٹھ ۱۹۰۶ء و تاریخ چین مولفہ پادی ایکسوس ترجمہ غازی محمد زماں خاں مشہور فرنگی خواں۔ م ۱۸۹۷ء ان دونوں تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چین میں ۲۴ سو برس پہلے بھی بت پرستی کا وجود تھا حضرت عیسیٰ سے ۶ سو برس پہلے ایک حکیم "لاوزی" پیدا ہوا جسکے شاگردوں سے بت پرستی کی بنیاد پڑی۔ جب یہ مر گیا تو اسکے شاگرد چھوٹے چھوٹے بت پرست استاد کی شبیہ کے نام سے بیچنے لگے تھے۔ عام طور سے اسکی پرستش شروع ہو گئی۔ ایک فغفو نے جسکا لقب "اولی" تھا اس مذہب کو آگے بڑھایا۔ دوسرا طریقہ بت پرستی کا ان میں ۱۸۵ء میں رائج ہوا اسکو بودہ کا مذہب کہتے ہیں۔ یہ مذہب ہندوستان سے منگایا گیا تھا ان تاریخوں سے فیثاغورث کا ہندوستان آنا یہاں سے تارخ کا عقیدہ یہاں بھی معلوم ہوتا ہے۔

ایک سو صاحب لکھتے ہیں کہ چین میں بت پرستی بھی تھی الحاد بھی اور ادواح پرستی بھی۔
 رسالہ دنیا کی سیر مصنفہ پیلے لال میں ہے کہ چین کے آدمی مردہ جانور کھاتے تھے
 کتاب ملی۔ مینڈک وغیرہ انکی غذا تھی بیماری میں عورتوں کا دودھ پیتے تھے۔ لاشیں
 اسوقت تک مکان میں رکھی رہتی جیتک پنڈت کوئی جگہ نہ بتویر کرے۔ اس میں عرصہ
 گزر جایا کرتا تھا۔ چینی بزرگوں کی پوجا کرتے تھے داماد لڑکی کے باپ کو بہت زبردستی
 تھا بیوہ پھانسی لگا کر خودکشی کر لیتی تھی۔ اسکی یادگار میں سی "کا ایک ٹھہ تعمیر ہوتا تھا
 چین میں عناصر اور ستاروں کی پوجا بھی تھی سنگتی کھا سب سے پہلا دیوتا ہے۔
 بادشاہ ہر سال اندر دیوتا کی پوجا کرتا ہے۔ اگر دیوتا مصیبت دور نہیں کرتا تو اس کے
 مندر کو ایک میعاد کے لئے بند کرتے تھے یا اس مورت کو سزا دیتے یا توڑ ڈالتے تھے۔ اگر
 بارش نہیں ہوتی تو اندر دیوتا کی مورت کو دھوپ میں بٹھاتے جب دبا پھیلتی تو بیماری
 کے دیوتا کو مانتے تھے۔ مجرم دیوتاؤں پر مقدمہ چلاتے تھے۔ جب مجرم دیوتا کا مقدمہ
 کرتے تھے تو پہلے اسکی آنکھ پھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ حاکم کو پہچان کر نقصان نہ پہنچائے
 ایک دیوتا ہر شخص کے مکان میں رہتا تھا جسکی ہر روز پوجا ہوتی تھی۔

روس ترجمہ تاریخ روس مولفہ سٹری میکسوی داس م نو لکسٹورس ۱۸۸۸ء سے روس کی
 عجیب و غریب ہمالیہ کا پتہ ملتا ہے مثلاً بتوں کی سواریوں کا نکالنا عورتوں کا
 سجدے میں گر پڑنا۔ کرامت کے عجیب و غریب غیر معقول واقعات۔
 جزیرہ مالٹا بعض تجربہ کار سیاحوں نے جزیرہ مالٹا کے مندروں کی تحقیقات کی ہے
 جو ۱۹۰۷ء میں اتفاقاً مارٹکیس کا دین کے اطراف میں نظر آئے جب اس مقام کو
 صاف کیا گیا ہے تو مندروں کے آثار ملے ہیں جن سے ۴۴ ہزار برس قبل کی تاریخ
 کا پتہ چلتا ہے چند ابواب ایسے بھی ملے جن سے انکی عبادت کی نوعیت معلوم ہو جاتی

مثلاً بڑی بڑی بھٹیاں جنہیں آگ جلنے کے آثار نمایاں تھے۔ اس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہاں جانوروں کے قربانیاں کے موسم ادا ہوتے تھے۔

اعضائے بھنسی کی پرستش علم الآثار کے ذریعہ سے ایسے علامات ملے ہیں جن سے معلوم کیا گیا ہے کہ سرزمین داہونی، "سودانی قبائل" مغربی افریقہ، "دریا کے کانگو کے مندریں" مجمع البحرین، ہمارا۔ جزائر بنارس میں جزیرہ نیوگن میں جزیرہ سیل نیز جزیرہ جاوا میں برہا میں۔ یوگنان کے شمالی حصہ میں۔ امریکہ میں۔ الاٹری میں عموماً اعضا بھنسی کی پرستش ہوتی تھی۔

حصہ ۲۔ حکوم ہند کی اکثر تاریخوں کے مطالعہ کا موقع ملا ہے مصباح التواریخ خلاصہ تواریخ ہند۔ ۱۷۹۱ء بلانی پریس سادہ طورہ ضلع برنالہ میں بھی مندر کی کچھ حالت ملے ہیں۔ واقعات ہند یا تاریخ ہند ترجمہ از کتب انگریزی م نولکشور لکھنؤ ۱۸۶۱ء میں بھی کچھ واقعات پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان گزشتہ و حال مولفہ رائے بہادر لالہ بھانڈہ۔ بی۔ اے م عثمانی پریس آگرہ ۱۹۰۲ء مفصل تاریخ ہے مختصر تاریخ ہند از نیل ڈاکٹر ڈیو ہنٹر بہادر ترجمہ اردو ایر و لیم نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء بھی مفصل تاریخ ہے۔ کتاب واقعات پھر اساتذہ مولفہ منشی راجہ لال موہان نولکشور کا پور ۱۸۹۶ء سے بھی ہند کی مجل تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ ہنڈی سدا سکھ لال م الہ آباد گورنمنٹ پریس ۱۸۶۲ء میں منو کے دوسرے ادھیائے کے حالات لکھا ہے کہ سر موتی اور واسدونی، "ندیوں کے درمیان جو ملک ہے اسے بہادرت کہتے ہیں اور دیو دوش" یعنی دیوتاؤں کا ملک خیال کرتے ہیں۔

بحر شرق سے بحر غرب تک اور ہالیسی کی حد سے بندھیا چل کی حد کے درمیان جو ملک ہے اسکو آریہ ورت کہتے ہیں یہ ملک بھی اہل ہند میں متبرک کہا جاتا ہے۔ اہل ہند جس ملک میں

کا لاہرن پیدا ہوا سکو جاگ کر نیکے لائق سمجھتے ہیں تاریخ زاجگان ہندو فاتح راجستان
بخش الغنی مہر پر بس لکھنؤ ۱۹۲۷ء میں بھی شیکھ ہندوستان کے ابتدائی مذہب
ذکر ہے۔ یہ تاریخ فرشتہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بھر راجہ قونج کے عہد میں ایک
برہمن ایران سے آیا اُسے جادو۔ بت پرستی پرستش سیکارگاں ہندوستان میں
راج کی۔

تو تاریخ ہند ایک انگریز کی لکھی ہوئی کتاب ہے اسکا اردو میں ترجمہ ۱۸۵۵ء میں
کیا گیا اس میں لکھا ہے کہ ہندوستان کا مذہب ہمیشہ بدلتا رہا۔ ہندوستان کا اصلی مذہب
جو ویدوں سے پہلے رائج تھا اب کوہستان کے سوا کہیں نہیں۔ یہاں پر بڑھاپا کی
پرستش بھی رائج تھی۔ بشن اور کرشن کی پوجا اب تک تمام ہند میں موجود ہے۔
ویدوں کے دیوتاؤں کی تین قسمیں تھیں۔ آگ۔ ہوا۔ سورج۔ اور عناصر کی پرستش کے
عوض رام کرشن اور شیو کی پرستش کرنے میں سوید مذہب کے بعد غالباً برہما کی پرستش
راج آئی۔ سورما بہادر وں کو بجائے دیوتا کے ملتے تھے۔ یہاں بڑھاپا میں سستی ہوتی
تھیں۔

صبح آفریش ویدوں کی روشنی میں۔ مولفہ سید محمد مہدی صاحب ایڈوکیٹ فیض آباد
ایک لچپ کتاب ہے جس میں ہند کی اصنام پرستی کی تفصیل ملجاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ
غالب نے ”مہر مخروز“ میں تاریخ آفریش پر تبصرہ کرتے ہوئے ہندو قصص الاصنام پر
روشنی ڈالی ہے۔ تاریخ فرشتہ میں بھی اسکا ذخیرہ ملتا ہے موصوف لکھتے ہیں اور تقریباً کل
مورخین کو یہ شکاک ہے کہ ہندوں نے تاریخ نویسی کی طرف کبھی توجہ نہیں کی ہندوؤں کو
پہلے مورخ مسلمان ہیں۔ ہندو فطرۃ تحقیق کے نوگرنہیں ہیں۔ ان کی ہندی کتابیں
تاریخی حکایات جنکی افسانوں سے بھری ہوئی ہیں موصوف لکھتے ہیں کہ ہندو دیوتاؤں کی

کئی قسمیں ہیں ہر قسم کی گیارہ دیوتا ہیں جنکی مجموعی تعداد ۲۳-۲۴ تک پہنچ گئی ہے
سب سے بڑا دیوتا ابراہیم ہے جسے آسمان کا دیوتا ہے۔ یہ دیوتا پانی برسانے کے کل مرحل
میں کریمتے دیوتا کی تعلیم کا فلاسفہ اکثر لیبیاں نے حسب ذیل پیش کیا ہے۔

۱۱، قوائے فطرت کی پرستش ۱۲، ان قوتوں کو دیوتا مان کر ان کے نام رکھنا
۱۳، روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد ۱۴، اجداد پرستی ۱۵، کل کائنات کو اندر کے ماتحت
بتانا ۱۶، مذہب کو مادی قرار دینا ۱۷، انسان کا دیوتاؤں کو چڑھا دینا
اوسکے صلے میں دیوتاؤں سے غلبہ پادشائی وسعت کی امید رکھنا۔

رگ وید میں دیوتاؤں کا شمار کر کے ایک موقع پر کہا گیا ہے کہ تین ہزار تین سو اسی
دیوتاؤں نے اگنی کی پرستش کی۔ ہندو دیوتاؤں میں سب سے زیادہ باعزت نام
دیویکس اور پرتھوی کا ہے۔ ادنی دیوی کا رگ وید میں اکثر ذکر آتا ہے۔

متر اور ورون کا بھی اکثر وید میں ذکر ملتا ہے۔ پر جینا اور سدا اور علو برق کے دیوتا کا
ذکر رگ وید میں ہے۔ اورت دیوتا کی تعداد ایک سو اسی ہے۔ یہ طوفان کے دیوتا ہیں
دن اور رات کے مالک دیوتا کا نام سوریا اور سو تیری ہے۔ پشن موشی کا محافظ دیوتا
ہے۔ یو شاز دیوی آفتاب کی محبوبہ ہے۔ رگ وید کے معظم دیوتاؤں میں وشنو بھی ہے۔
نوشتری دیوتا کا درجہ ایک صنایع کا ہے۔

تاریخ رہنمایان ہند (پرنسٹن انڈیا) حصہ اول مولفہ بابو منتمتھ دت ترجمہ
بابو نرائن پرشاد مشرا۔ میں سری کرشن کا پوشیرہ لڑکیوں کو لہجنا نا دلگی کرنا
اس زمانہ میں اندر دیوتا کی رضا جوئی کے لئے بڑی بڑی قربانیاں ہونا لکھا ہے۔
مشہور بھیشم کا سری کرشن کو خدا کا اوتار مانکر پرستش کرنا سری کرشن کا امیروں کے
یہاں روپیہ کے لئے کئی شادیاں کرنا سری کرشن کا اپنی ذات کو خدا قرار دینا سب

اس کتاب میں موجود ہے مصنف لکھتے ہیں کہ سری کرشن کی پرستش ہر کاؤں پر قبضہ
 بلکہ ہر گھر میں ہوتی ہے۔ گوتم بدھ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عورت کی ضرورت سے زیادہ عزت
 کرتے تھے۔ عورتوں نے اس نئے مذہب کے لئے جان و مال سب دیدیا تھا۔ گوتم اکثر
 ذی رتبہ عمارت کی عورتیں رو کر کے عام باناسی عورتوں اور خانگی کبیوں کی دعوتیں قبول
 کر لیتے تھے۔ بدھ مذہب میں برہمنی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب
 میں بحدت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ شکر اچار یہ نے بتوں کی پرستش کے طریقہ میں کچھ
 ترمیم کی۔ مہاتاراما سنج مندروں میں جھاڑو دنیا پرستش کے لئے مندر میں پھول چنے
 لانا نجات کا سنگ بنیاد سمجھتے تھے۔ ویڈوں میں عام طور پر دیوتاؤں کی تعداد ۳۳
 بیان کی گئی ہے جنکے ساتھ اون کی دیویاں بھی ہیں مگر یہاں ۳۳ میں ۳۳ کر تو
 شمار پونچایا گیا ہے۔ ہنوں میں خدا کے متعلق کیسا بلند تصور تھا۔ ذیل کی
 دلچسپ عبارت سے اس پر روشنی پڑیگی اسکو اکیلے میں کچھ مزہ نہ آیا اسلئے دنیا
 میں بھی کیسے اکیلے مزہ نہیں آتا۔ اس نے دوسرے کی خواہش کی اور اس
 خواہش کی وجہ سے اس کا جسم اتنا موٹا ہو گیا کہ جس سے ایک عورت اور مرد نکلسکے
 چنانچہ اس نے اپنے جسم کو دو حصوں پر تقسیم کر کے آدھے کا نام عورت اور آدھے کا
 نام مرد رکھا جن دونوں سے تمام انسان پیدا ہوئے (ارین لٹریچر کی دوسری کتاب
 شت پتہ)

اس نے تبا کیا اور پھر تپ کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو خوب ہی تپایا۔
 اس تپے ہوئے کے رولوں (بابوں) سے الگ پسینے کی دھاریں بہ نکلیں اس
 پانی کو پیا کر کے اس میں اپنی پرچھائیں کو دیکھا۔ اس پرچھائیں کو دیکھتے ہی اسکی
 منی پانی میں گر پڑی جسکی وجہ سے پانی کے دو حصے ہو گئے ایک میٹھا جو پینے کے

کئی قسمیں ہیں ہر قسم میں گیارہ گیارہ دیوتا ہیں جنکی مجموعی تعداد ۲۲-۳۳ تک پہنچ گئی ہے
سب سے بڑا دیوتا اندر ہے جو نیلے آسمان کا دیوتا ہے۔ یہ دیوتا پانی برساتنے کے کل مرحلے
طے کرتا ہے۔ دیوتوں کی تعلیم کا خلاصہ ڈاکٹر لیباں نے حسب ذیل پیش کیا ہے۔

۱۔ قوائے فطرت کی پرستش ۲۔ ان قوتوں کو دیوتا مان کر ان کے نام رکھنا
۳۔ روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد ۴۔ اجداد پرستی ۵۔ کل کائنات کو اندر کے ماتحت
بتانا ۶۔ منسب کو مادی قرار دینا ۷۔ انسان کا دیوتاؤں کو چڑھا کر دینا
اوسکے صلے میں دیوتاؤں سے غلبہ پاشی و سعت کی امید رکھنا۔

رگ وید میں دیوتاؤں کا شمار کر کے ایک موقع پر کہا گیا ہے کہ تین ہزار تین سو اسیس
دیوتاؤں نے اگنی کی پرستش کی۔ ہندو دیوتاؤں میں سب سے زیادہ باعزت نام
دیویکوس اور پرتھوی کا ہے۔ ادنی دیوی کارگو یا میں اکثر ذکر آتا ہے۔

متر اور درون کا بھی اکثر وید میں ذکر ملتا ہے۔ پر جینا اور سوا اور علو برق کے دیوتا
ذکر رگ وید میں ہے۔ ہارت دیوتا کی تعداد ایک سو اسی ہے۔ یہ طوفان کے دیوتا ہیں
دن اور رات کے مالک دیوتا کا نام سوریا اور سوتیری ہے۔ پیش موشی کا محافظ دیوتا
ہے۔ یو شاد دیوی آفتاب کی محبوبہ ہے۔ رگ وید کے معظم دیوتاؤں میں دشنو بھی ہے۔
نوشتری دیوتا کا درجہ ایک صنایع کا ہے۔

تاریخ رہنمایان ہند (پرائٹس ان انڈیا) حصہ اول مولفہ بالو منتھ دت ترجمہ
بالو منٹن پرشاد ۱۹۱۷ء میں سری کشن کاوشیرہ لڑکیوں کو لہجنا دلی کرنا
اس نمانہ میں اندر دیوتا کی رضا جوئی کے لئے بڑی بڑی خرابیاں ہونا لکھا ہے۔
مشہور بھیشم کا سری کشن کو خدا کا اوتار مانکر پرستش کرنا سری کشن کا امیروں کے
یہاں روپیہ کے لئے کئی شادیاں کرنا۔ سری کشن کا اپنی ذات کو خدا قرار دینا سب

اس کتاب میں موجود ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ سری کرشن کی پرستش ہر کاؤں پر قبضہ
 بلکہ ہر گھر میں ہوتی ہے۔ گوتم بدھ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عورت کی ضرورت سے زیادہ عزت
 کرتے تھے۔ عورتوں نے اس نئے مذہب کے لئے جان و مال سب دیدیا تھا۔ گوتم اکثر
 ذی رتبہ عمامہ کی عورتیں رو کر کے عام بانڈی عورتوں اور خانگی کبیوں کی دعوتیں قبول
 کر لیتے تھے۔ بدھ مذہب میں برہمنی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب
 میں ہیبت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ شکر اچار یہ نے بتوں کی پرستش کے طریقہ میں کچھ
 ترمیم کی۔ مہاتاراما نے مذہب میں بھارت و دنیا پرستش کے لئے مندر میں پھول چنے
 لانا نجات کا سنگ بنیاد سمجھتے تھے۔ دیووں میں عام طور پر دیوتاؤں کی تعداد ۳۳
 بیان کی گئی ہے۔ جن کے ساتھ ان کی دیویاں بھی ہیں۔ مگر یہاں ۳۳ میں ۳۳ کر تو
 شمار ہو چکا یا گیا ہے۔ ہندوؤں میں خدا کے متعلق کیسا بلند تصور تھا۔ ذیل کی
 دلچسپ عبارت سے اس پر روشنی پڑے گی اسکو اکیلے میں کچھ مزہ نہ آیا اس لئے دنیا
 میں بھی کیسے کیسے مزہ نہیں آتا۔ اس نے دوسرے کی خواہش کی اور اس
 خواہش کی وجہ سے اس کا جسم اتنا موٹا ہو گیا کہ جس سے ایک عورت اور مرد نکالے
 چنا پختہ اس نے اپنے جسم کو دو حصوں پر تقسیم کر کے آدھے کا نام عورت اور آدھے کا
 نام مرد رکھا جن دونوں سے تمام انسان پیدا ہوئے (ارین لٹریچر کی دوسری کتاب
 شت پتہ)

اس نے تپ کیا اور پھر تپ کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو خوب ہی تپایا۔
 اس تپے ہوئے کے رولوں (بالوں) سے الگ پسینے کی دھاریں بہ نکلیں اس
 پانی کو پیا کر کے اس میں اپنی پرچھائیں کو دیکھا۔ اس پرچھائیں کو دیکھتے ہی اسکی
 منی پانی میں گر پڑی جسکی وجہ سے پانی کے دو حصے ہو گئے ایک میٹھا جو پینے کے

کام میں آتا ہے۔ دوسرا کھارا جو پینے کے کام کا نہیں ہے (اس میں مٹھر پھر کی تیسری کتاب گوپتہ) اس نیک نامی ایشور کی رگ یجو سام اور اتھروید چار سینک ہیں۔ صبح۔ ظہر و شام تین وقت اسکے پاؤں ہیں۔ طلوع و غروب دو ہر ہیں سات جھنڈا اسکے سات ہاتھ ہیں۔ وہ منتر برہمن اور کلپ سے بندھا ہوا ہے وہ رگ یجو اور سام سے بلند آواز کرتا ہوا ایمن کے لئے انسانوں میں داخل ہوا (رگ وید ۴-۴۸-۱۰-۹۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷)

یجود برہمن کا برہمن گوید واپنا پہلو وید بایاں پہلو اور اولیشن آتا ہے۔ اتھروید انگریس اسکی پونچھ ہے دیش ویش برہمن ۴۴ یجود وید اس کا پیش ہے شام سر ہے۔ رگ وید اسکا روپ ہے اسکو ناواں فنا برہمن جانا چاہے۔ اور یہی ہمارا شری برہمن ہے لاکو شینکی برہمنی آپشہ جو اسے بدھ بھی برہمن کو جانتا ہے کہ جس کا جسم عالم کو سہا رہے ہوئے ہے۔

رجائیں جسکی بیڑہ کی ہڈی ہیں سال جسکے بال ہیں اور جو جس کا دل کہا گیا ہے۔ شمال و جنوب مشرق و مغرب سمتیں وراث پرش پر ناما کی کان ہیں (اتھروید ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵

آگ کے اشتعال سے ستارے ظاہر ہوئے۔ دھوئیں سے افلاک بنے۔ چونکہ آفتاب کا مزاج گرم خشک ہے لہذا اسکی گرمی سے ہوا پیدا ہوئی جس کا مزاج گرم تر ہے۔ ہوا کی نرمی سے پانی پیدا ہوا جس کا مزاج سرد تر ہے پانی کی تری سے مٹی پیدا ہوئی جس کا مزاج سرد خشک ہے۔ ایران کے حالات معلوم کرنے کے لئے تاریخ ایران مصنفہ ایس جی ڈبلیو نجمن سابق سفیر دولت امریکہ بدر بار ایران مطبع حمیدیه لاہور۔ اور تاریخ شاہان فارس م ۱۲۹۲ء کا مطالعہ کیجیے۔ تاریخ ایران میں لکھا ہے کہ ایران کی روایات کا آغاز تاریکی میں واقع ہے۔ کسی ملک کی روایات ایسی دلچسپ نہیں ہیں جیسی ایران کی ہوشنگ کے زمانے میں لوگ آتش پرست ہو گئے تھے وہ لکھتا ہے کہ ابلیس نے ضحاک کے شلنے اور آنکھ کو چوما ضحاک کے دونوں کندھوں پر سیاہ فام خونناک سانپ نکل آئے۔ آخر وہ کاٹ کر غلوہ کئے گئے۔ وہ سانپ پھر درختوں کے شاخوں کی طرح بھوٹ بھٹے۔ ابلیس کے مشورہ سے ضحاک ان کو آدمیوں کا دماغ کھلانے لگا مصنف تاریخ ایران لکھتا ہے کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا اپنے آپ کو ابلیس کے ہاتھ میں فروخت کرنے کا وہم ایران میں بھی ایسا ہی قدیمی ہے جیسے کہ۔ یورپ کے زمانہ جاہلیت کے ایسے قصوں سے سب لوگ بخوبی واقف ہیں۔ سامانیوں کے زمانہ میں بھی آتش پرستی عجیب عجیب طرح سے ملتی ہے۔ یہ اس سانس کے خاندان کے پہلے بادشاہوں کی عبادت کرتے تھے۔

ایرانی انقلابات پر مذہبی رنگ چڑھانے کی غرض سے اردشیر نے اپنے سکوں کی پشت پر ایک آشکدہ کی تصویر بنوائی جسکے دونوں طرف ایک پجاری کھڑا تھا۔ شاہ پوراؤل کے زمانے میں بھی ایران میں آتش پرستی کا وجود ملتا ہے۔

تہمت۔ دنیا کی سیر مصنفہ بابو پیارے لال میں ہے کہ تہمت میں ایک عورت کی اخاوند رکھتی تھی صد ہائے لاشوں کو کھانیکے لئے پالے جاتے تھے۔ ہر خاندان سے ایک لڑکا، اگر لڑکی

نذر ہوتا تھا دیواروں پر پڑے دیوتاؤں کی صورت اور تبرک شہزادوں اور مہندروں کی
 تصویریں ہوتیں تھیں۔ عورتیں جب باہر نکلتی تھیں تو منہ پر سیاہ شی ٹل لیتی تھیں۔
جاپان دنیا کی سیر میں لکھا ہے کہ جاپان کا مذہب بودھ تھا۔ اسکے پہلے ایک مذہب تھا
 جس میں سورج کی پوجا ہوتی تھی۔

مصر کی بہت سی تاریخیں لکھی جا چکی ہیں۔ مجھے تاریخ انحصارۃ القدیمہ مصنف احمد ایک
 کمال مولف ^{۱۶۶۶} استاد حضارۃ قدیمہ مصر بہت عزیز ہے یہ گرانقدر تاریخ ہے اس میں مصر کے
 قدیم تمدن پر اتنا لکھا ہے کہ ہم اس سے اس مقام پر تعرض کر نیکی بہت ہی نہیں رکھتے مصر کے
 حالات میں حسن الحاضریٰ اخبار مصر القاہرہ سیوطی کی بھی ہے۔ فتوح مصر علی عبدالحمید کی
 فضائل مصر ابن عمر کنزی کی تاریخ مصر ابن زولاق کی۔ خطط قضاعی اور مقریزی کی جو ^{۱۳۲۶} ۱۳۲۶ء
 میں مصر میں چھپ گئی ہے تاریخ مصر ابن میسر کی۔ ایفاظ المتخل محمد بن عبدالوہاب زبیری کی
 مسالک ابن فضل اللہ کی مناجات الفکر محمد بن عبداللہ انصاری کی عنوان ایسر محمد بن عبدالطلب
 بھدانی کی۔ اور بہت سی تاریخیں ہیں جو مصر سے متعلق لکھی گئیں ہیں۔

مصر کی قدیم تاریخ مولفہ رولن ^{۱۳۱۶} ۱۳۱۶ء جو ترجمہ باضافہ سائٹنگ سوسائٹی م ^{۱۸۶۶} ۱۸۶۶ء مختصر ہے
 مگر ہم اس کے حوالے سے واقعات نقل کرتے ہیں۔

مصر میں بہن بھائی آپس میں شادی کرتے تھے۔ انکی دلیل یہ تھی کہ اوسوس دیوتا اسس
 دیوی نے جب تک مصر میں عام پرستش تھی اسلیطرح کیا تھا مصر میں پجاریوں کی عرت بادشاہ کے
 دوسرے درجہ پر تھی۔ مصری کہتے ہیں کہ دیوتاؤں کی اقیطہ کے لئے تہواروں کا منانا سواریل کا
 نکالنا ہماری ایجاد ہے۔ ہر ضلع میں مختلف حیوانوں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ مگر یہ رسم عام تھی
 کہ قربانی کے سر پر ہاتھ کھکھرت ملامت کرتے تھے اور اپنے دیوتاؤں سے دعائیں مانگتے تھے
 کہ مصر پر جو بلائیں آنوالی میں وہ اس قربانی پر پڑیں۔ تنازع کا عقیدہ بھی مصر میں تھا۔

بیجا ریوں کے پاس وہ کتابیں بطور مقدس صحیفوں کے رہتی تھیں جس میں سلطنت کے قوانین اور پوجا پاشا کے مسائل درج ہوتے تھے۔ وہ حرفوں میں نہیں لکھی جاتی تھیں۔ بلکہ ادن کے واسطے علامتیں مقرر تھیں مندرجہ میں جو تصویریں ہارپوسکریٹس کی ایسی ہوتی تھیں کہ اس کے منہ پر انکلی رکھی ہوتی تھی تو اس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس میں ایسے ساز و خفی ہیں کہ جن کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ بہت کا نصف جسم کنواری عورت کا اور باقی بدن شیر کا ہوتا تھا وہ بھی اسی مطلب خاص پر مبالغہ کرتی تھیں۔ اور یہ مشہور ہے کہ میناروں اور بولوں اور تمام یادگار چیزوں کو اس قسم کی علامتوں سے جو بجائے حرفوں کی تحریر کے مقرر تھیں آراستہ کرتے تھے یہ علامتیں یا تو ایلیکی تھیں کہ جن سے قوم ناواقف تھے۔ یا جانوروں کی ایسی صورتیں تھیں جن سے کوئی خفیہ اور تمثیلی معنی نکلتے تھے۔

روکن صاحب لکھتے ہیں کہ مصر کے رسومات مذہبی اتنے ہیں کہ انکی تفصیل کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں۔ مصریوں میں بول کی بہت کثرت تھی اول میں اوسریں اور اسیس (چاند سورج) بہت بڑے بت تھے۔ بل کہ بھیر طیبے بارہ مگر تعلق کی بھی پرستش ہوتی تھی بعض جانور اسے تھے جو خاص شہروں میں پوجے جاتے تھے۔ ایک قوم ایک جانور کو قبلہ سمجھ کر دیوتا کی طرح پوجتی تھی۔ اور دوسری قوم اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس سلسلہ میں قتل و قتال کے منگول نے بھی گرم ہوا کرتے تھے۔ جانوروں میں اگر کوئی دانستہ مار ڈالا جاتا تھا تو اسے قاتل کو بھی سزائے قتل ہوتی تھی۔ قتل ہو گیا بھی سزا تھی۔ ایسے سانڈ نہایت معزز تھا۔ اسکے نام پر بہت بڑے بڑے مندر بنائے جاتے تھے۔ اسکے مرنے کے بعد تمام مصر ماتم کرتا تھا۔ ٹولیمی لیکس بادشاہ کے زمانہ میں جب وہ جانور مر رہا ہے تو معمولی اخراجات کے علاوہ اوس کی تجھیز میں ایک لاکھ بارہ ہزار دیپہ صرف ہوئے تھے۔ اس دیوتا کا قائم مقام مقرر ہوا کرتا تھا بنی اسرائیل نے کہ سینل کے قریب جو سونے کا بچھڑا اگوستالہ سامری اکھڑا کیا تھا

اور اپنا مچھوڑ دیا تھا وہ اس میں دیتا ہی کی نقل تھا۔ مصریوں نے صرف جانوروں ہی کو
آگے خوشبو جلاتے پرکتا نہیں کی بلکہ باغوں کے نباتات کو بھی دیتا سمجھا۔ یہ لوگ پیاز
اسن کو بھی پوجتے تھے۔

تاریخ اخلاق یورپ ہم اس موضوع کو لیکر کی مشہور کتاب ہٹری انڈیورین ہٹری کے
مختص ترجمہ جلد اول و دوم مطبوعہ ۱۳۱۳ء علیگڑھ سے پیش کرتے ہیں یون شہنشاہ
غیر مسئول ہوتا تھا۔ أغسطس کے زمانے سے اہل عورت کو آبرو کے لئے پڑ گئے تھے۔ سلاطین نے
اپنے معبودانہ اوصاف کا اشتہار دیدیا۔ لوگوں میں مدت سے عبارت کی خواہش چلی آ رہی تھی
رواقیم میں خداوندانہ اوصاف کے بہت سے اشخاص مالک سمجھے جاتے تھے۔ بانیان شہر کی پیش
اہل شہر عموماً کیا ہی کرتے تھے۔ ٹائبریا نے ایشیا کے ایک شہر کے باشندوں کی سیاسی آزادی صرف
اس جرم میں چھینی تھی کہ انھوں نے أغسطس کی پرستش میں پہلو تھی کی۔ شاہ اسپین نے
حالت سکرات میں کہا کہ میں اب خدائی کے مرتبہ پر فائز ہو رہا ہوں۔

”کیلو گلا“ ہمیشہ خیال کرتا رہا کہ وہ خدا ہے۔ اسی دھن میں اکثر اس نے مجسموں سے جو پیڑ
(دشتی) کی تصویر بنا کر اپنی تصویر لگانے کی کمر بستہ ایک زور شور کا طوفان آیا جس سے ایک
سپانی کا تاشہ بکھڑ گیا اس وقت کیلو جو پیڑ پر بکھڑ گیا۔

ایک ملک میں دو شاہوں کا گزر نہیں ہو سکتا اب یا میں نہیں یا جو پیڑ نہیں، ہوسکتی بھی
ہمیشہ اپنے کو خدا سمجھتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین کی تصاویر اور بت مثل دیوتاؤں کے پوجے
جانے لگے۔

اس زمانہ میں ایک شخص پر ایک مذہبی مقدمہ چلایا گیا کہ اس نے اپنے باغ کے ساتھ
بادشاہ کا بت بھی فروخت کر ڈالا جو اس میں نصب تھا۔ آخر زمانہ میں ایک عورت شاہ ڈوٹس کے
بت کے سامنے برہنہ ہونے پر سزا کے موت دی گئی۔

اغسطس کے بت کے سامنے غلام کو زور و کوب کرنے پر سزائے موت ملتی تھی "سیڈوٹوئین" کے اوراق کو ملاحظہ فرمائیے۔ شہوت پرستی بہیمیت ظلم عقادت زنا خداتری۔ عنصرین و نام اخلاق کے جتنے عنوان ہو سکتے تھے سب کی نشوونما کے کامل رومن کے اخلاق میں پائی جاتی تھی مناکحت کی قید سے سب گریزاں تھے شہوت پرستی انتہا پر تھی۔ رومن فاتح جب مختلف مقام آدمیوں کو اسیر کر کے لانے لگے تو کچھ دلوں میں روم کی حالت ایک عصمت منہ فکس بازار یا چکلے کی ہو گئی اور پرستی کا عروج تھا۔ اولاد کشی ہر طبقہ میں کھلم کھلا رائج تھی انسانی قربانیاں ہوتی تھیں مقتول کی حالت نزع کے تماشوں میں خاص دلچسپی لی جاتی تھی۔ اس باب میں نئی نئی ایجادیں ہوتی تھیں شاہ ہلیو پیلوس و گیلرس کھانا کھاتے وقت بطور تفریح اپنے سامنے قیدیوں کو جھگلی جانوروں سے پھوٹا تھا اسپنسر ایک حلیم اور سلیم الطبع مشہور ہے جو مشغول تفریح کیلئے مکھیل کو پکڑ کر کڑائی کے جال میں ڈال دیتا تھا۔ اور بیٹھا ہوا اون کے دم توڑنے کا تماشہ دیکھتا تھا۔ جب بت پرستوں کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوتا ہے کہ بائبل انسانی کلام معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں بہت سے قصے وہی ہیں جو ہمارے یہاں پہلے مشہور تھے۔ تو اس کے جواب میں مسیحی علما کہتے ہیں۔ کلام ربانی کے اثر کو ناکل کرنے کے لئے شیاطین پہلے سے جا کر آسمان سے ان قصوں کو اڑا لائے اور انہیں بنیاد میں مشہور کر رکھا ہے۔ بھاڑ پھونک اور آسیدب اتارنے کو مسیحی ہمیشہ اپنا حصہ بتاتے چلے آتے ہیں۔ ۳۲ء میں قحط شدید کے موقع پر لوگ نئے معبودوں سے مدد مانگ رہے تھے۔ تو پولیس کے زور سے صرف رومی معبودوں کی پرستش کرائی گئی۔

۶۱۵ء میں ملکی خدائوں کی پرستش کا بڑا انتظام کیا گیا تھا غیر ملکی دیوتا عطا کی پرستش کرنیوالے خارج البلد کر کے گئے تھے مسیحیوں کی خفیہ انجمنوں پر بہت سی بد اخلاقیوں کے ارتکاب (شراب خواری مردم خواری۔ غیر متمیز حرام کاری) کا الزام تھا

پادریوں کے ہاتھ میں نجات تھی وہ جسے چاہتے جنت میں بھیج دیتے اور جسے چاہتے جہنم میں پھینک دیتے۔ یہ جوت پریت وغیرہ کا اعتقاد کتب یہود میں تھا ہی تمام مسیحیوں کو ان کے وجود پر یقین تھا۔ کتاب بیانات مستورات مالک مسیحی ترجمہ مس فیصلہ مطبوعہ ۱۸۸۵ء میں عیسائیوں کا عقیدہ لکھا ہے کہ عیسیٰ نے ہمارے لئے لو کہیں میں تکلیف اور غمناکی سے اپنی جوانی میں ارسوائی اور موت کا سامنا کیا تاکہ ہم گنہگاروں کو باپ کی طرف پھر متوجہ کر کے سلامتی بخشے۔

مجھے نہایت اجمال کیساتھ مذاہب عالم قبل اسلام پر روشنی ڈالنی ہے اگر تفصیل کی طرف مائل ہوں تو یہ موضوع اس پندرہ جلدوں میں بھی نا تمام رہتا۔ خلاصہ کے طور پر ناظرین یہ ذہن نشین کر لیں کہ دنیا میں ذیل کے مذاہب زیادہ ملنے لگے ہیں۔

۱) ہندو (۲) بودھ (۳) کانفیثیشیش (۴) تاو (۵) یو دو (۶) عیسائی (۷) آتش پرست (۸) عناصر پرست (۹) لاندھب۔

ہمارے مطالعہ کے دوران میں ہم کو ایک کتاب خیر الکلام فی احوال العرب قبل الاسلام مولفہ محمد عبدالحی صاحب فکیل دہلی ملاحظہ بھی ملی جس میں مجملہ مذاہب عالم کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اب ہم بعض بقول کے متعلق دلچسپ معلومات جو کہ تلاش اور جستجو کے بعد حاصل کئے گئے ہیں اور مشرقیین یورپ کے بعض الزام کو پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے گا کہ اسلام کے قبل دنیا میں انسان کی داغی پرواز کتنی تھی۔ اور اہل یورپ اپنے جلمے پھینچو لے پھوڑنے میں کہاں تک اسحق بجانب ہیں۔ لغتہ مجمع بحال الانوارم نوں کثرت ۱۶۷۶ء اور نہایت اللغۃ ابن اثیر باب الصادقین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا کے سوا کوئی مجسمہ عبادت کے لئے بنایا جائے تو اسے جہنم کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ صورت نہیں ہے تو روشن کہیں گے۔

فتح المجید شرح کتاب التوحید عبد الرحمن بن شیخ حسن بن محمد بن عبد الوہاب۔ م سلفیہ قاہرہ

معلوم ہوتا ہے کہ حبت بھی صنم کے معنی میں آتا ہے۔ تھی الارب ص ۱۱ میں ہے ہر وقت حبت پر
 جسکی خدا کے علاوہ پوجا کریں۔ فرائد اللغۃ فی الفرق ص ۱۲ میں یہ بحث مفصل ہے۔ اس میں کئی
 لفظوں کا فرق بنایا ہے (صنم - وشن - زور - زول - وشن) وہ لکھتے ہیں کہ صنم انسان یا حیوان
 کی صورت یا مجسمہ کو کہتے ہیں جو عبادت کیلئے بنایا جائے اور وشن وہ ہے جس کا مجسمہ بکڑی
 یا پتھر یا چاندی یا جو اہر کا ڈھانچا ہو صنم میں تصویر بھی ہوتی ہے مدون سادہ ہوتا ہے۔
 ”نند“ اور ”نول“ ہر اس شے کو کہتے ہیں جو عبادت کے لئے بنائی جائے۔ ان لفظوں کا
 اطلاق عبادت گاہوں پر بھی ہوتا ہے۔ وشن چھوٹے بت کو کہتے ہیں فرائد ص ۱۶۹ میں مثال
 صورت اور دمیہ میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے مثال مخلوق ذوات الارواح
 شبیہ کو کہتے ہیں صورت میں جاندار اور غیر جاندار کی تخصیص نہیں ہے۔ دمیہ بھی بت کو
 کہتے ہیں۔ بعض نے تخصیص کی ہے کہ یہ بت سرخ پتھر کے ہوتے تھے مگر اس قید کی
 ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ عرب حسن کے لئے عمرہ (سرخ) کا استعارہ کیا کرتے تھے
 قرآن میں اصنام۔ اوثان۔ انصاب۔ نصب تائیل حبت کا لفظ آیا ہے۔ بحم البلداں
 ۱۲۲ سے ابوالمنصور ہشام بن سعد کلبی کی کتاب الاصنام کا پتہ ملتا ہے لیکن مجھے اس کے
 مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ لغات اور دیگر کتب کی تلاش سے بتوں کے بعض نام اور حالات
 لکھے جاتے ہیں۔

آزر (ترجمہ تاریخ بن خلدون ص ۱۵) ایسا۔ ابرہہ۔ اسات۔ اوال۔ افول۔ قمیر
 یک۔ بعل۔ تیم۔ باجر۔ بجہ۔ جربان۔ جہاد۔ جریس۔ جسد۔ جبہ۔ (نہابہ بن اثیر) حبت
 حمام۔ خلصہ۔ دوار۔ دفتی (ص ۱۵) نوجوان عورتوں کا بت، ذوالکلب۔ ذوالشری۔
 ذوالکفین۔ الذبال۔ ذریح۔ ذوالکعبات۔ ذوات الانوار۔ رضا۔ ریام۔ سمیر۔ سواع
 شارق (دفتی ص ۱۶) سعد۔ شر۔ شمس۔ ضر۔ جنور۔ صنم۔ طارق۔ طائر۔ طاغوت۔ عام۔ عبد

عميان الش - عوث - عمره - عري - غلوان - فلس - فزوح - فرص - تافس - كثرى - كسو -
(مفتی ۱۱۱) لات - حرق - بدان - (سج ۱۲) مصبح - مطعم - مناة - ناکم - نسب - نهیک
وثاب - عود - کس - یهل - یغوث - یعوق - یالیل - یاسرائیم -

گیارہ ہول کے نام حجت۔ طاغوت۔ لات۔ عزی۔ مناة۔ و۔ سورع۔ یعوث۔ یعوق
شر۔ بل۔ عراں میں بھی مذکور ہیں نسائے ۵۵ بنج ۲۶ لورح ۲۹ ۲۳ ذوالشری خاص قبیلہ
دوس کا بت تھا (دشتی ۱۲۲) فلس خاص بنی طے کا بت تھا (دشتی ۱۲۵) باجر قبیلہ ازیکا
بت تھا (دشتی ۱۲۹) کشری خاص جدیس طسم کا بت تھا کہا جاتا ہے کہ نیشل بن مریر نے اسے
توڑا ہے (دشتی راج ۱۶۷) مصطفائی یسیر لاہور ۱۹۹ (۱۸۶) ذوالکعبات بکر و تغلب۔
بنی دال سندادی کا بت تھا (دشتی فتح مکہ تواریک) (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۵)

معجم ۱۹ میں ہے کہ خضر موت کے قریب ناچہ شمل مقام نجر پر ایک بت کا نام درج ہے
معجم ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس ایک بت کا نام تھا جس کے لئے ایک گھر بھی بنایا گیا
تھا کل بنی اود بنی ضہہ یتیم وعدی عکل اسکی عبارت کرتے تھے ذوالخلصہ کے متعلق ابن شہام
۱۸۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوس خشم و جسدیہ اور اود عربوں کا بت تھا جو ان کے بلاویں
رہتے تھے یا قوت حموی نے اسکے پجاریوں میں از وسرۃ کا بھی ضافہ کیا ہے
معجم ۲۶۸ میں ہے کہ ذوالکفین عمرو بن جبہ کا بت تھا معجم ۱۹۲ میں حرق کو سلاشکری
بن وائل اور کل ربعیہ کا بت لکھا ہے۔

یاسر النعم کا بت یہ مسلمان اور اولاد کو لڑکوں کے بعد ناشر میں عمر و فداں بادشاہ کا بتایا جاتا ہے۔ جس کو ناشر نعم بھی کہتے ہیں۔ اہل ین کا خیال ہے کہ اسے اہل مغرب پر حملہ کیا اور وادی رمل تک جہاں کوئی نہیں جاسکتا پہنچ گیا۔ یاسر النعم نے اس وادی کے کنارے تانبے کا ایک بت بنوا کر رکھ دیا تھا اس کے سینے پر عبارت ذیل کندہ کرادی تھی۔

هذه الضم ليا اسم الغم ليس درائه مذ هب فلا تكلت احد ذلك -

(ترجمہ بن خلدون ۱۳۲۲ م الہ آباد ۱۹۲۶ء)

ایقصر حدود شام میں قضاعہ الخم عزام۔ عالمہ غطفان کابیت تھا اس کلج ہوتا تھا
یہاں سرمنڈایا جاتا تھا۔ اسکی تفصیل معجم باب الامرہ ۵۱۳ میں ملے گی۔

اساف و نائلہ اساف و نائلہ کی حقیقت اور قریش میں اسکی پرستش کی تاریخ جب
امیر المؤمنین سے پوچھی گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں نوجوان انسان تھے۔
اساف بن علی جرہمی۔ نائلہ بنت زید جرہمی، دونوں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے
ایک تنہا مقام پر ان دونوں کا تصادم ہوا۔ ایک نے دوسرے پر ناجائز نگاہ ڈالی اور
وہیں زنا واقع ہوئی۔ خدانے انھیں عبرت کیلئے رمخ کر دیا۔ قریش نے انکی پرستاری کیلئے
یہ استدلال کیا کہ اگر خدا کو انکی عبادت نا منظور ہوتی تو انکی اصلی حالت میں تغیر نہ دیتا۔

(بحار ۱۲۶)

سیرۃ جلیۃ ۱۳ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے معجم ۲۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ میں یہ بت
توڑے گئے ہیں۔

سعد سعد ملک بن کنانہ ساکن جدہ کابیت تھا (معجم ۵۲ منتہی ۸۳۲)
بحار ۱۲۸ سے سعد کے متعلق کافی تفصیل ملتی ہے ایک زمانے میں قریش کو غلط سالی سے سابقہ
ہوا۔ مکہ سے باہر نکلے۔ ادھر ادھر پھیل گئے۔ راستے میں کوئی خوبصورت درخت یا پتھر مل جاتا
تھا تو فریفتہ ہو کر اسکی عبادت کرتے تھے اسکے لئے بکریاں قربان کی جاتی تھیں۔ اسے خوشے
آلودہ کرتے تھے۔ اوسکا نام سعد صحرہ رکھا تھا جب کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تھی تو
اس پتھر کو اس سے مس کرتے تھے ایک عرب اپنے اونٹوں کا گلہ لیکر آیا تھا کہ سعد سے ان کو
مس کر کے برکت حاصل کرے۔ اونٹ بھڑکے اور بھاگ گئے۔ اس نے اسوقت کہا کہ

سعد کے پاس ہم تو اس لئے آئے تھے کہ اسے شیرازہ کو منقبض کرے۔ لیکن سعد ہمارے لئے
پراگندگی کا باعث ہوا۔ ہمیں سعد سے کیا عرض۔ وہ تو زمین کا ایک سیلہ پتھر ہے۔ وہ کیا
ہدایت یا رہنمائی کر سکتا ہے۔ ایک اندر عرب نے دیکھا کہ اوپر ایک لومڑی پیشاب کر رہی ہے
اس نے کہا واہ عذا بھی خوب ہیں جنکے سر پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے۔

حمام بمعجم باب الحاء و الهمزة میں حمام کے متعلق لکھا گیا ہے کہ حمام مہندی میں حرام ہے چنانچہ
بن عبید بن کبیر بن عذہ کا بت تھا۔ ظہور اسلام کے وقت اس سے آواز سنی گئی تھی۔
مناقب ابن شہر آشوب ۲۸ اور بخاری میں اسکی مزید تفصیل بھی موجود ہے وہ آواز
جو حمام سے پیدا ہوتی تھی یہ ہے۔

یا بنی احمد بن حرام ظہر الحق و ادوی حمام و دفع الشرک الا سلام
ابن بنی ہنبل ج ۱ حق ظاہر ہو گیا حمام ہلاک ہوا۔ اسلام نے شرک کو مٹا دیا کچھ دن کے بعد یہ آواز
سنی گئی۔

یطارق بعث ابی الصادق جاء بوجی ناطق صدع صادع بتھامہ ناصر
السلامة و نفاذ لیه الندۃ ہذا الودع منی الخ یوم القيمة۔

اے طارق بنی صادق معبوث ہو گیا وہ بولتی ہوئی وحی لایا ہے۔ رہا میں منادی نے
پکار دیا ہے۔ اسکے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے۔ اسکے چھوڑنے والے کیلئے ندامت ہے۔
اب قیامت تک ہماری اور تمہاری جدائی۔ اسکے بعد بت مخف کے بل گر پڑا۔ اور چکنا چور
ہو گیا۔ زید بن ربیع نے رسول کو اگر اس واقعہ سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا ہے یہ ”جن مومن“
کا کلام ہے۔ زید اس واقعہ سے مسلمان ہو گیا۔

ضمیر ایک بت کا نام ضمیر تھا عباس بن مرداس سلمی اس کے پاس گیا ہے۔ اور اسکے سطنے
بھاڑ دی ہے۔ اسے مس کیا اور چوما۔ اس وقت اس سے ایک آواز پیدا ہوئی یا عباس بن مرداس

قل القبائل من ایسلم یجد ہا ہلک الضمیر وفان ہلک الضمیر
ہلک الضمیر وکان یعبد مروتہ قبل الکتاب الی النبی محمد

اے عباس قبائل سے کہدو اب کون بچ سکتا ہے ضمیر ہلاک ہوا۔ اہل مسجد کامیاب
ہوئے ضمیر ہلاک ہوا حالانکہ وہ قبل محمدؐ کے پوجا جایا کرتا تھا۔

عباس اپنے قبیلہ کے ۳ سو سواروں کو لیکر رسول کی بارگاہ میں آئے ہیں۔

حضرت انھیں دیکھ کر مسکرائے اور پوچھا عباس کیسے مسلمان ہوئے۔ اسنے تمام
قصہ سنایا اپنے فرمایا سچ کہتے ہو (مناقب ص ۲)

فراہم یہ سعد العشیرہ ثابت تھا اسکی بڑی تعظیم ہوتی تھی۔ اس کا محافظ ایک شخص قبیلہ
بنی اش الدین سعد العشیرہ سے تھا۔ اسکو ابن وقشہ کہتے تھے۔ ابن وقشہ جنوں کی خبر
دیا کرتا تھا ذباب بن حارث بن عمر اس قبیلہ کا آدمی ایک دن کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ
ابن وقشہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ یا ذباب اسمع العجب العجائب
۱۔ احمد بالکتاب یبد بکۃ لا یجاب

اے ذباب عجیب بات سنو۔ احمد کتاب کے ساتھ مبعوث ہو گئے وہ مکہ سے اپنی
تبلیغ کی ابتداء کرینگے۔ مگر ان کو وہاں مناسب جواب نہ ملیگا۔
ذباب نے اسکی تشریح پوچھی۔ ابن وقشہ نے کہا مجھے اتنی ہی خبر دی گئی ہے۔ ذباب نے
کچھ دن کے بعد رسول کے ظہور کی خبر سنی۔ ذباب فرہں کو توڑ کر مسلمان ہو گئے (بخاری ص ۱۶۱)
عمرہ بن عبد کلبی ایک بت (عمرہ) کے سامنے اسکی عبادت کر رہے تھے دفعہ
عمرہ سے آواز پیدا ہوئی۔ عمرہ سرداران عصام کو مخاطب کر کے کہتا ہے :-

یا عصام یا عصام جاء الاسلام وذهب الاصلنام وحققت الدماء
ووصلت الامم خام الی بنی عصام الی بنی عصام اسلام آگیا۔ اصنام خست

خون بہا کر جائینگے صلہ ارحام ہوگا۔ غیر ڈر گئے۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پھر
غیر نے ایک شخص رکب کو مخاطب کر کے کہا:-

بکر یا بکوت جبل جاء المرسل قومہ المطعمون فی المحل ۱۲ باب یثرب
ذات النخل ویکذبونہ اهل تھامہ و اهل فلج و اہل مامہ۔

اے بکر۔ جبل کے بیٹے بکر مرسل آگیا، اسکی قوم وہ ہے جو قحط سالیوں میں لوگوں کا
پیٹ بھرتی ہے۔ اسکی تصدیق وہ کرے جو یثرب والے ہیں جو باغ والے ہیں۔ اور
تھامہ فلج و مامہ والے اسے جھٹلائیں گے۔

رسول کی بعثت کے ایک ماہ قبل جبیر بن مطعم بھی مقام بوانہ میں جبکہ وہ ایک
بت پر قربانی چڑھا رہے تھے۔ اس بت سے یہ آواز سنتے ہیں۔

۲ عجوب۔ ذھب استراقی الوحی دیوخی بالشھب لبني جمکتہ محمد مهاجر تہ
انی یثرب (کال ۶ مناقب ۲۹ طبری مہر ۵۲۰)

عجب خیر بات منور اب وحی کا چرانا گیا۔ اب (شیطان) شہاب ثاقب سے مارا جائیگا
بنی مکی محمد کی وجہ سے جو یثرب کا مهاجر ہے۔

ہبل اور ہبل۔ ہبل ایک بت کا نام تھا۔ بنی اسرائیل جبیرانی اولاد کو بھینٹ چڑھاتے
(تیسرے ۱۲-۳۱) توریت میں ہبل کا بہت ذکر ہے (عدو ۲۲ ملوک ۲۱-۳۰-تاریخ دوم ۲۳-۳۰)
توریت میں ہبل کو کئی طرح یاد کیا ہے۔ کہیں ہبل کہیں ہبل فقور کہیں ہبل بریش
(عدو ۳۵-۲-قضاہ ۵-۸-۲۳-۹-۲۴)

توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدین اسکو پوجتے تھے (عدو ۲۲-۴۱)
ہبل کے معنی ہیں آقا۔ اسی لئے شوہر کو ہبل کہتے ہیں۔ قوم ایاس میں بھی یہ بت پوجا
جاتا تھا جیسا کہ سورہ صفت میں حضرت ایاس کے ذکر میں اس کا نام لیا گیا ہے۔

معجم ۲۲۸ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اس بت کے نام پر بعلبک شہر کا نام رکھا گیا۔ یونانی بھی اسکی عزت کرتے تھے۔
کہا جاتا ہے کہ یہ بت سونے کا تھا۔ اس کا قد چودہ ہاتھ لمبا تھا۔ چار منہ تھے۔
(لسان العرب ۶/۲۲۱) بعض ہبل کو بعل کی تحریف کہتے ہیں۔

سبا تک اندھب محمد امین بغدادی باب ذکر دیانات عرب قبل اسلام ص ۱۰۲ میں
کہ ہبل عقیق احمر کا تھا سست شکستہ انسان کی شکل تھا قریش نے اسے یوں ہی پایا
تھا اس کا سونے کا ہاتھ بنوایا گیا۔ کعبہ میں اسکا نصب کرنے والا خنزیر بن مدرکہ ہے
مناقب ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبل سے بھی آواز پیدا ہوتی تھی جس میں حضرت کی نبوت کا
ایک ترانہ ہے۔ اس وقت عرب یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ محمد اب تک ہم کو بہکاتے تھے اب
ہم اسے بتوں کو بھی دھوکا دینے لگے۔

لات۔ لات کا مادہ ابن عباس توالت بتاتے ہیں جسکے معنی میں گھولنا، اس معنی
فیل میں ایک واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک عرب زمانہ حج میں ایک چٹان پر
بیٹھ کر سنتو گھول کر حاجیوں کو پلاتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس چٹان کی پرستش شروع
ہو گئی۔

معجم میں اسے لیت سے مشتق بتایا ہے جسکے معنی میں بھرنے والا۔ ان دونوں مادوں کے
خلاف بعض نے یہ احتجاج کیا ہے کہ ابن عباس کی توجیہ کی بنا پر لات کو مشدد
پر ٹھہنا ہوگا۔ حالانکہ یہ لفظ بالتحصیف پڑھا جاتا ہے اور معجم کی تحقیق کی بنا پر یہ لات
ہوگا بلکہ لائت ہوگا۔

معجم ۱۶۵ اور سیرۃ بن ہشام مصر ۳۲۹ ص ۵۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ لات وعزی
طاغوت میں ثقیف کے بت تھے۔

بعض متشرقیین کہتے ہیں کہ اللہ اور لات ایک ہی لفظ کی دو ہیئت ہے قریش نے اللہ کو مذکر بت کیلئے مقرر کیا تھا۔ اور لات کو اسکی دی کہتے ہیں۔ ان کا الزام ہے کہ محمد نے تمام قبائل کے بتوں سے لوگوں کو ہٹا کر اپنے قبیلہ کے بت کو مرکز بیت دیدی۔ بعض مسلمانوں نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ اللہ کی تائید عربی قاعدہ سے اللات نہیں ہو سکتی۔ مسیح سے چار سو برس پہلے ایک ویوتا کا نام ایلات بھی بتایا جاتا ہے۔ اسکی اصل الالہ ہے یہ لفظ تمام سامی زبانوں میں خدا کے لئے مستعمل ہے۔

متشرقیین یورپ کی یہ نکتہ بھی ایسی ہی ہے جیسے مسٹر اما سو ائی ڈی سپرنٹنڈنٹ یورپ کہتا ہے کہ مسیح لفظ ہمیش اور کرسٹ "کرشن" سے نکلا ہے۔ باپ بیٹا روح القدس برہاشیو اور مہادیو کے عقیدے کے مطابق ہے کیا یورپ مسٹر اما ائی اس تاویل کو ماننے کیلئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو وہ بتاے کہ اسکے پاس لفظ اللہ کے بت کے لئے وضع ہونیکا کو نسا خواہ ہے۔

عیسائی جب زیادہ ذہانت پر عمل جاتے ہیں تو ان سے ایسی ہی حکمتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ العرب قبل الاسلام اور تمدن اسلام میں جروجی زبیداں مصری سی مورخ نے کہاں اپنے اجتہاد کو دخل دیا ہے ان سے ایسے ہی کمالات ظہور میں آئے ہیں مثلاً رقیم کے متعلق اون کی تحقیق ہے کہ وہ یونان کے غیر معروف شہر ارکیر کی تحریف ہے۔

لات کی تحقیق میں بجا رالانوار ہم سے کافی مدد ملتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ لات پہلے ایک پتھر کا نام تھا اور عزی ایک درخت کا بعد میں یہ دونوں بتوں کے نام کیلئے لئے گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ عزی اعز کی اور لات اللہ کی تائید ہے۔

میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید اور توالیخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ عرب کہتے تھے کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں اور بیویاں ہیں۔ اور ان کے بت عموماً صنف نسواں کی حیثیت میں

ہوتے تھے۔

اس تصریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بتوں کو عورتوں ہی کے رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ انصاف سے بتایا جائے کہ کسی ایک قدیم اور پاک لفظ سے اگر بعد میں کوئی مشتق بنایا جائے اور اس کا خراب معنی میں استعمال ہو نیلگے تو اس سے سابقہ قدیم لفظ کی عظمت کیسے گھٹ سکتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ عرب نے لات کو اللہ کی تائید کہا اور عربی کو اعر کی۔ مگر یہ بتانا چاہیے کہ اس سے لفظ اللہ اور عزیز پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے جو قدیم زبانوں میں بھی خدا کے واحد و قدوس کیلئے مستعمل ہے۔

ہم اس موقع پر حکیم اسلام حضرت علی کے کلام کی ایک سنہدیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں ایک شخص کہہ رہا تھا اے عزیز جو عورت پاتا ہے وہ تیری عورت کے سایہ میں پاتا ہے۔ اس وقت حضرت علی نے یہ انکشاف فرمایا کہ لفظ عزیز و سریانی زبان میں خدا کا اسم اعظم ہے مناقب ۸۵۔

ہم آخر میں یورپ کو اسکی زبانیت کی داد دیتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ یونان اور یورپ کے توسط سے عرب تاجر "لیٹو" بت کو لات کی صورت میں لاتے تو اسکے پاس کیا جواب ہے۔

وہ۔ یعوق۔ یخوث۔ سواع۔ نسس۔ ان اسما کے معانی بیان کرنے کی
بہت کوشش کی گئی ہے بعض نے لکھا ہے کہ وہ کے معنی میں محبت، اس کے مقابل میں ایک نگرہ دی کی انھیں لانا بڑا ہے بعض نے کہا ہے کہ وہ اصل میں آؤ ہے۔ بابل میں آؤ آفتاب کو کہتے ہیں۔ سواع کے متعلق بہت غور کیا گیا مگر اس کا مادہ نہیں معلوم ہوگا بعض حضرات نے یہ احوال پیدا کیا ہے کہ شاید یہ سواع سے مشتق ہو چکے معنی ہیں زمانہ۔

یہ یوق کے متعلق یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ یمن کا بت ہے۔ یعنی صیغہ مضارع کو بطور علم کے استعمال کرتے تھے جیسے کرب۔ لیرب۔ یعفر۔

نیوٹ کے معنی ہیں فریورسی کرتا ہے۔ یوق کے معنی ہیں روکتا ہے۔ ان دونوں کو مقصد برآری اور دفع ضرر کا بت کہا گیا ہے۔

نسر کے معنی لغات میں گدھ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گدھ کی شکل کا ایک مجموعہ کو اکب آسمان پر ہے جسکو نسر کہتے ہیں۔ اہل بابل کے دیوتاؤں میں ایک نسر کو کا پتہ لگایا گیا ہے۔ یہ سب تالیس اس لئے کرتی پڑیں ہیں کہ صحیح ماخذ اور اصل حقیقت یہ سترس نہیں ہوا۔ ہماری تحقیق و تلاش ان وہی قیاسات کے خلاف ہے۔ ہمارے ہمارے ایسے ماخذ پر کا سیابی ہو گئی ہے جس سے ان کا علم واقعی حاصل ہو جاتا ہے معجم ۲۸۶ و ۲۸۷۔ ۵۱۰ سے گزشتہ محدود بیان کی بہ نسبت معلومات میں یہ اور اضافہ ہو جاتا ہے کہ دو۔ نسر نیوٹ۔ یوق۔ یہ پانچ بت لوح کی قوم میں پختے تھے جنکو عربین طی ساحل جدہ سے لایا تھا عرب میں جس نے اسکی پرستش کا وعدہ کیا قسم لیکر اسے دیا گیا۔

لیکن یہ انکشاف بھی نا کافی ہے بجا ر ۱۲۱ میں امام محمد باقر کی جو تقریر ہے وہ نہایت مفصل اور بسیط ہے۔ اس سے اور بھی بہت سے مسائل تاریخی کا انکشاف ہوتا ہے۔ امام فرماتے ہیں۔ ابلیس نے سب سے پہلے آدم کی تصویر بنائی تاکہ خدا کی خالص عبادت سے لوگوں کو موڑ دے۔ وہ قابیل کی اولاد میں تھا یہ قابیل کا خلیفہ بھی تھا۔ یہ لوگ پہاڑ کی کھوہ میں رہتے تھے۔ وہ اپنے بھائیوں میں عزت کی زندگی بسر کرتا تھا جب مرنے لگا تو اسنے اپنے بیٹے سواع کو خلیفہ کیا۔ ابلیس نے وہی تصویر بنالادی جس سے ابتداً رمل پہلا نمکا کام لیا گیا۔ کچھ دن کے بعد اس کا سجدہ بھی کیا جانے لگا۔ سواع نے وہی عظمت پر حسد کیا اسنے سوچا کہ میں خود کیوں نہ اس جگہ کو حاصل کروں۔ سواع نے وہی شکل مٹا دی۔

پہلے تو لوگ سواع کے قتل پر آمادہ ہوئے مگر بعد میں اس تقریر نے ان کا غصہ ٹھنڈا کر دیا
کہ میرے بعد تمھاری ہر کاری کون کرے گا۔

سواع کی طرف لوگوں کا عام میلان ہو گیا۔ سواع مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یئوٹ کو
خلیفہ کیا۔ ابکی ابلیس نے سواع کی تصویر یہی نہیں بلکہ لکڑی کا مجسمہ بنایا۔ اسکا بھی
سجہ ہوتا رہا۔ سواع کے واقعہ سے لوگوں کو تجربہ ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ لوگ یئوٹ کو
ڈرتے تھے کہ کہیں سواع کے مجسمہ کو بھی فنا نہ کر دے۔ ان لوگوں نے نگہبان مقرر
کئے تاکہ اسکی پوری حفاظت ہو سکے۔ ہفتہ میں ایک روز یہاں آکے حاضری
دیتے تھے۔ یئوٹ نے بھی باپ کی سنت کو زندہ کیا۔ رات کو نگہبانوں کو قتل کر کے
مجسمہ کو جلا ڈالا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو بہت برہم ہوئے۔ یئوٹ کے قتل پر آمادہ ہوئے
کچھ دن تک وہ چھپا چھپا رہا۔ مگر بعد میں لوگوں نے اسے تلاش کیا۔ اور اس کی
عزت کرنے لگے۔ جب وہ بھی مرنے لگا تو اپنے بیٹے یعوق کو اپنا خلیفہ بنایا۔

ابلیس نے یئوٹ کا مجسمہ بنا دیا ابکی جو مجسمہ بنایا وہ تھک کا تھا۔ اس مجسمہ کیلئے
ایک گھر بھی بنایا گیا اور معاہدہ کیا گیا کہ یہ گھر سال میں ایک مرتبہ کھولا جائے گا۔ یعوق کو
اپنی عظمت کی بھوک تھی۔ اس نے رات کو اٹھ کر آگ سے سارے مکان کو سمار
کر دیا۔ مکان نگہبان۔ اور مجسمہ سب برباد ہو گئے۔ صبح کو سب لوگ یہ دیکھ کر بہت
بدول ہوئے۔ مگر یعوق کے قتل سے صرف اس خیال سے باز رہے کہ ہماری ریاست کا مالک
کون ہوگا۔

جب یعوق مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے نسر کو خلیفہ کیا۔ ابکی ابلیس نے جو مجسمہ وہ مٹی کا تھا
اوپر چاندی کی چادر منڈھی ہوئی تھی۔ اسکو ایک دیو میں نصب کیا گیا نسر کو بھی اپنے مقابلہ میں
باپ کی تعظیم گراں گزری۔ اس نے ایک اور بیٹا نہ بنا کر ایک چھوٹی سی جماعت کو اس کا

پہلے ہی بنا لیا پی مرزا بیت منوالی۔ یہ زمانہ اتنا ٹھنکا کہ حضرت ادریس کی نبوت کا دور آگیا
 آپ اپنی جماعت کے ساتھ اس قوم کے مقابلہ کو نکلتے ہیں۔ مخالفین کو شکست ہوئی۔
 کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے۔ اور کچھ مختلف مقامات میں پھیل گئے۔
 حضرت ادریس نے بت کو دریا میں ڈالوا دیا

فراریوں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی یاد کے مطابق ویسے ہی بت بنائے اور وہی نام
 رکھا۔ یہاں تک کہ جناب نوح کا عہد آگیا۔ آپ نے ان کو توحید کی دعوت دی اور صنم پرستی سے
 روکا ہے۔

اس حدیث سے بہت سی پیچیدگیوں کا حل ملتا ہے۔ پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ:-
 ود۔ یعوق۔ یغوث۔ سواع۔ نسر۔ النساؤں کے نام ہیں بلکہ انسانوں کے بالکل ابتدائی
 سلسلے کے۔ پہلے ان کے مرنے کے بعد ان کی تصویر بنائی گئی۔ پھر ان تصاویر نے لکڑی کے
 بتوں کی شکل اختیار کی ہے۔ وہ بان۔ حجاب معین ہوئے ہیں۔ ہفتہ میں ایک روز عبادت کیلئے
 مقرر ہوا۔ لکڑی کے بعد پتھر کا مجسمہ بنایا گیا۔ اسکے لئے باقاعدہ تعمیر کی بنیاد ڈالی گئی۔ سال میں
 ایک بار معبد کے افتتاح کی اجازت تھی۔ پھر مجسمہ مٹی کا بنایا گیا جس پر چاندی کی چادر منڈھی
 گئی۔ اور ایک دیرین نصب کیا گیا۔

مجھے اس مقام پر یہ تصریح کر دینا چاہئے کہ پہلے اسماء میں منی کا لحاظ کوئی ضروری امر نہیں تھا
 پھر بھی یہ ممکن ہے کہ مناظر پرستی کے سلسلے میں یہ کام پہلے درختوں اور ستاروں سے لڑی گئی ہوں
 عرصہ کے بعد ان الفاظ کے معانی کی تلاش شروع ہوئی ہو اور جو معنی سمجھ میں آئے ہوں
 ان سے اس قسم کے مقاصد کا ربط رکھا گیا ہو۔ مثلاً وہ کو محبت کا دیوتا اور یغوث کو
 فریاد رسی اور یعوق کو دفع ضرر کا۔

بجاء مجلسی ۱۱۷ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلب نے "ودہ کو بنی ہند" نے "سواع کو بنی سوا" نے

”یعوث“ کو اور بنی ہمدان نے ”یعوق“ کو اور بنی حقیق نے نہ سر کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا۔
 سائیکالذہب فی معرفۃ قبائل العرب ابی الفوز محمد بن امین بغدادی سویدی م بغدادی
 ص ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ ود کی شکل ایک عظیم الجثہ انسان کے ایسی بنائی تھی اس پر
 دو چلتے تھے ایک لنگی کے کام میں اور ایک سرور کی جگہ استعمال ہوتا تھا اور اس پر
 ایک تلوار لگی ہوتی تھی اور ایک کمان۔

معجم سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرین قریش سے انھیں خصوصیت ہو گئی تھی۔
 بلکہ ذکرہ الائمہ مجلسی ص ۲۳ میں قریش کے بتوں کی فہرست حسب ذیل ملتی ہے۔
 لات۔ مناتہ۔ ہبل۔ سواع۔ ود۔ بعل۔ یعوث۔ نسر۔ طائر۔ بک۔ اساف۔ نائلہ
 جیت۔ طاغوث۔ صنم۔ وسن۔

بحار ۲۸ میں امام محمد باقر کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریش ان بتوں کو جو کعبہ
 کے پاس تھے مشک و عنبر ملتے تھے۔ یعوق دروازہ کے سامنے تھا۔ یعوث کعبہ کے دائیں طرف
 نسر بائیں جانب جب یہ لوگ کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو یعوث کے لئے سجدی میں گر پڑتے تھے
 پھر یعوق پھر نسر کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے۔

لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لا شریک وھو ملک تملک و مالک۔
 امام فرماتے ہیں کہ خدا نے ایک مکھی کو بھیجا جس کے چار پر تھے جو سب مشک و عنبر کھا گئی
 امام نے فرمایا آیت ذیل اسی موقع پر نازل ہوئی۔

”لوگو ایک مثل بیان کی جاتی ہے۔ اسے کان لگا کر سنو خدا کو چھوڑ کر جن لوگوں کو تم پکارتے ہو
 وہ لوگ سب ملکر ایک مکھی تک تو نہیں پیدا کر سکتے۔ اور اگر کہیں مکھی کچھ ان سے چھین لی جائے
 تو اس سے اسکو چھڑا نہیں سکتے“

مناتہ۔ معجم میں مناتہ کے کئی ماخذ بتائے گئے ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مناتہ منات

مشفق ہے جسکے معنی ہیں "تقدیر" مگر غلام طور سے جو اسکے معنی بیان کئے جلتے ہیں۔
بچھے اس سے انحرافات کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ عون الباری حل ادلة البخاری ص ۱۳۹
م ۳۹۹ ص ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ منات اس بت کا نام لے لے ہوا کہ اسکے پجاری اس کے ستانے
قرباتیاں کرتے تھے۔

منات کے متعلق سیرۃ ابن ہشام ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحل بحرین مقام قدیدناحیہ
مائل میں "اوس" و "خروج" کا بت تھا۔

بخاری م ۳۱۵ ص ۱۳۹ کتاب الحج باب ۱۲ جوب المصفا والمروة ص ۱۳۹ میں حضرت عائشہ کا قول ہے
کہ انصار قبل اسلام مائل کے پاس منات ہی کی عبادت کرتے تھے۔

سیرۃ ابن ہشام ۱۲ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسول رسول کے زمانہ میں بھی موجود تھا
امیر المؤمنین نے اسے رسول کے حکم سے توڑا ہے۔

کیا منات بھی کوئی بت تھا؟ ہم تاریخ کو اسلام کا درجہ نہیں دیتے۔ ہمیشہ تاریخ پر محمول
تاریخ کی ایک لغزش اور مورخ کے ذاتیات کا اثر پڑتا ہے۔ منات کے

متعلق بھی مورخین غلطہ جو تصریح کرتے ہیں مجھے اس سے بالکل اتفاق نہیں۔ ہم اس کا
اعلان مناسب سمجھتے ہیں کہ تاریخ اسلام کا وہ حصہ جس سے اسلام اور اسکے خدا و رسول کے

تاریک پہلو بیا ہوتے ہیں وہ صحیح معنی میں مسلمانوں کی تاریخ نہیں ہے۔ غضب خدا کا
بعض کوتاہ اندیش قائل ہیں کہ رسول کے نسب میں "نکاح مقت" کا بھی قدم ہے۔ اسکی

یہاں تفصیل ہم نہیں لکھنا چاہتے۔ جسکو زیادہ اطلاع مقصود ہو وہ سیرۃ نبویہ زینی
وطلان م ۳۱۵ ص ۱۳۹ کا مطالعہ کرے۔ حالانکہ وہاں یہ خطیب عسقلانی ۱۳۱

اور سیکرہوں تاریخوں میں ہشام بن محمد بن سائب کلبی کے والد کا یہ قول مشہور ملتا ہے
کہ مصحف نے رسول کے مادری سلسلہ میں پانچ سو نام لکھے تھے۔ ان میں جاہلیت کا کوئی

عیب نہیں پایا۔ اسی صفحہ میں قول رسول بھی مذکور ہے۔ کہ آدم سے عبداللہ تک میرے
سلسلہ پوری کو جاہلیت کی نجاستوں سے سابقہ نہیں ہوا۔

حسن القصص مولف مولوی احسان اللہ لکھنوی م نو لکھنؤ ۱۳۱۰ھ میں تصنیف ہے۔
کہ متاخرین تمام اجداد رسول کے موجد اور مسلم ہونیکے قائل ہیں۔

افسوس ہے منتہی الارباب ص ۲۵۶ م ۱۲۵۶ کلکتہ۔ تلج اللغات ص ۲۴۹ اور اکثر تالیف و لغات میں
مناف کو ایک بت کا نام بتایا گیا ہے مصنف حسن القصص نے ص ۱۵۱ میں یہ بھی لکھ دیا
کہ جناب عبدالمناف کی ماں مناة بت کو اپنی تھیں۔ اسلئے اپنے بیٹے کا نام عبدالمناة رکھا۔
تھی عبدالمناف کے والد نے مناة کو مناف سے بدل دیا۔ اس تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مناف کوئی بت نہیں تھا بلکہ یہ مناة کی تشریف ہے۔

واقعی نے اور تماش کیا طبقات بن سعد ص ۹۳ میں تھی کا ایک قول بھی نقل کر دیا کہ میں نے
اپنی چار اولادیں ۲ کا نام اپنے خدا کے نام پر رکھا۔ اور ایک کو اپنے گھر کی طرف منسوب کیا ہے
اور ایک کو اپنی طرف۔ ایک کا نام "عبد قحطی" اور دوسرا کا نام "عبدالمناف" اور عبدالعزیزی اور
ایک کا عبدالدار رکھا۔

۱۳۱۶
عمدة الطالب فی انساب آل ابرہہ البص احمد بن علی بن حسین داؤد کا توفی ۱۲۲۹ھ بمطابق
۵۱۸ھ میں بھی لکھا ہے کہ مناف ایک بت کا نام ہے جو مستقبل رکن اسود میں تھا۔
یہ نام عبدالمناف کی ماں نے رکھا۔

یا قوت حموی جس کا علم الاضنام علم الآثار علم البلدان میں کمال تھا۔ اور جسکی کتاب ہجرت کا
موضوع ہے۔ اس قسم کی تحقیقات سے متعلق تھا۔ وہ بھی ان مصنفین کی پیروی میں ہیں۔
یہ تو لکھ جاتا ہے کہ مناف بت کا نام تھا اور بت جلد اپنے مقصد پر آ جاتا ہے کہ اگرچہ
قریش عبدالمناف "نام رکھتے تھے۔ مگر یہ صرف دعوی تھا جسکی دلیل یا قوت ایسے تحقیق

اور علم الہدایان کے علامہ سے ناممکن تھی۔ آخر کار وہ اپنے تعمیر کردہ قلعہ کو یہ لکھ کر خود و حیاتاً
 "لا یرای این کاف و کافین نصیبہ" مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں تھا اور کسے
 نصیب کیا تھا۔

کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ قریش کے بت کے بارے میں جبکہ وہ اس قدر معظم
 سمجھتے تھے کہ اپنی عبدیت کا مظاہرہ اپنے نام کے ذریعہ سے کرتے تھے۔ مگر مورخین کو
 اجمالاً بھی اس کے صحیح معلومات نہیں حاصل ہو سکے۔ اولاً تو علماء لغات اور مورخین کو
 اس سے زیادہ نہیں معلوم کہ عبد مناف ایک بت کا نام تھا اور بعض نے وہ ایک لفظیں
 لکھیں ہیں تو ان میں سخت اختلاف ہے یا قوت ایسا متبصر یہ نہیں بتا سکا کہ وہ بت کہاں
 نصیب ہوا اور کسے اسے نصیب کیا۔

علماء خلفہ کی کسی تاریخ و لغت میں اس قول و ابی کی ہمنوائی نہیں کی گئی ہے۔ مجلسی نے
 بحار ۱۵ میں صرف "مکر اچکی" کا قول نقل کیا ہے۔ انکی تائید اس سے نہیں معلوم ہوتی۔
 ہمارے تمام علماء و مورخین نے اس کے خلاف تصریح کی ہے بلکہ مناف کی صحیح اور تحقیقی
 توجیہ بھی بتا دی ہے۔

مجمع البحرین م طہران ۱۳۳۲ء باب ما اولہ اللام و آخرہ الفاصۃ ۲۲۵ میں مناف کے معنی
 "بلند" اور عبارت مناف سے مراد ابو ہاشم لکھا ہے۔

مناقب علامہ ابن شہر آشوب م ۳۱ طہران ۱۳۶۷ء کی پوری عبارت سر ہاں نقل
 کر دی جاتی ہے عبد مناف بن کنانہ کا نسب علماء و مناف

عبد مناف انھیں اس لئے کہتے ہیں کہ مروج بلند ہوئے اور بہ تری حاصل کی
 اصل یہ ہے کہ یہ تہمت کہ مناف بت کا نام تھا اپنی احمیہ کی تصنیف ہے۔ اور یہ اس
 واقعہ کے صلے میں ہے کہ رسول اہل کربلا کو بنی مہنیہ کی اپنے خاندان اور نسب میں

شرکت سے شایدا نکار تھا۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم کے خاندانی سلسلہ میں سیکڑوں تہذیب کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ بنی ہاشم کے نام نہایت عمدہ اور خوش معنی ہو تو تھے اور بنی امیہ و بنی عبد شمس کے مکروہ ابی الحارثید معتزلی نے یہ پردے فاش کئے ہیں۔ وہ اپنی شرح ۹۹ میں لکھتے ہیں "یس عبد شمس لقب کریم" بنی عبد شمس کا کوئی اچھا لقب نہیں ہے۔

ایک اور تاریخی غلطی کا ازالہ یہ مسئلہ تو صاف ہو گیا کہ مناف کسی بت کا نام نہیں تھا ہم توجہ دلا دینا واجب سمجھتے ہیں تقریباً فیصدی ۹۹ بت حضرت امیر المؤمنین کے ہاتھ سے توڑے گئے ہیں جسکے صلہ میں اون کو بارگاہ رسالت سے کاسر لاصنام کا خطاب عطا ہوا ہے مگر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر بت شکنی کی فہرست و رسول کے نام سے مرتب کر دی گئی ہے۔ کہیں کسی دوسرے کو بھی علی کا شریک کر دیا ہے۔ کہیں بنی زبان سے کہا گیا کہ علی نے اس بت کو توڑا۔

مثلاً علی نے مناة کو توڑا مگر پہلے اسکے شکست کے موقع پر ابوسفیان کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ آخر میں علی کا بھی بڑی تنگدلی سے ذکر آ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ابوسفیان وہی بزرگ ہیں جو کہتے تھے "لنا العزیز والاعزیز لکم (بخاری غزوہ احد) امام بخاری جب سریہ ذوالنخلہ میں ذوالنخلہ بت کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسے جریر بن عبد اللہ بھلی نے توڑا حالانکہ یہ تاریخ کا نہایت مشہور واقعہ ہے۔ یہیں حضرت علی کا نام اہمیت کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔

سیرۃ ابن ہشام میں یہ حقیقت بے نقاب ہو گئی کہ ذوالنخلہ کو حضرت علی نے توڑا ہے حضرت علی نے اس میں دو ملواریں پائیں۔ ایک کا نام "رسوب" تھا۔ دوسری کا نام

”مخدم“ امیر المؤمنین رسول کی خدمت میں اسے لیکر تشریف لائے ہیں۔ پیغمبر اے امیر المؤمنین کی
ہبہ کر دیتے ہیں۔

یہ واقعات نے جزئیات کو لئے ہوئے ہے۔ تعجب ہے کہ مورخین سے کیسے یہ بھلایا گیا۔
مناہد تتمہ عنوان میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بتوں کے ساتھ معاہدہ کا بھی اجمالی تذکرہ کریں۔
فقہ اللغۃ ثوابی متوفی ۱۲۳۳ھ عمومیہ مصر میں یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس و رہبان کے
معاہدہ کی علامت علیحدہ اصطلاحیں لکھی ہیں۔ کینسہ یہود کیلئے بیت نصاریٰ کے لئے صومعہ
رہبان کیلئے۔ بیت النار مجوس کیلئے ہے۔

صرف مجسم ۱۸۵ ہی سے ۱۵۹ عمارتوں کا تفصیلی پتہ ملتا ہے جس میں ”دیرہ تون“ اور
”دیرا شیا طین“ کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں۔

مسعودی نے مروج الذهب (حاشیہ کامل) کی پانچویں جلد میں ایک عنوان قائم کیا ہے
”عالم کے محترم گھر والوں اور سیکڑوں اور آتشکدوں۔ بتوں اور ستاروں کا بیان“
اس مقام پر ہم صرف دو عمارتوں کا ذکر کرتے ہیں تلیس اور عثمان۔

تلیس (عرب کلیس) تاریخی معبد ہے جو عرب کو کعبہ سے موڑ نیکے لئے بنایا گیا تھا
جسکے جواب میں ایک عرب نے اسے جس کر دیا۔ نتیجہ میں واقعہ فیل کا ظہور ہوا (مجم ۲۵۳)

عثمان بھی صنعا کی ہفت منزلہ عمارت تھی اس کا بانی ابی شریح بن حبیب تھا
اسکے متعلق یا قوت نے ۳۵۲ میں لکھا ہے کہ یہ عمارت حضرت عثمان کے زمانہ میں منہدم
کر دی گئی۔ حضرت عثمان سے لوگوں نے آکر یہ کہا کہ عین کے کارہن یہ خیال کرتے ہیں کہ
اسکا گرانہ والا قتل کیا جائے گا۔ حضرت عثمان نے یہ سنکر تعمیر کا حکم جاری کر دیا۔

(فامریا عبادۃ بنامہ) مگر یہ سنکر کام بند کر دیا کہ اگر یہاری دنیا کا خزانہ اس پر صرف
کر دیا جائے جب بھی اسکا اعادہ ناممکن ہے۔

بیت المقدس بیت المقدس کی حالت تباہ کا مطالعہ مقصود ہو تو تاریخ بیت المقدس
مولفہ ابو محمد عبدالحق اور تاریخ بیت المقدس مولفہ ناصر الدین محمد ابو المنصور ۱۱۷۱ھ
فرمانے۔

جہالت عرب

ابو الحدید معتزلی نے شرح رنج البلاغہ جلد ۲ جز ۹ اظہار سے ۲۷۴ تک نہایت تفصیل سے
عرب کے زمانہ جہالت کو پیش کیا ہے نہایت معتبر تاریخوں سے واقعات لکھ کر عرب کے زمانہ
جاہلیت کے اشعار سے اسکی تطبیق بھی کرتے گئے ہیں ہم ذرا اختصار سے اسکو درج کرتے ہیں۔
زمانہ قحط سالی میں ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ جنگل میں جاتا تھا گائے کی دم میں
بہت سی لکڑیاں باندھ دیتے تھے۔ ان لکڑیوں میں آگ لکھ دیتے تھے۔ اور کسی اور پتھر اور
سنگ کا رخ پہاڑ پر اسے لجاتے تھے اور اسے دوڑاتے تھے۔

گائے کے متعلق اولن کے عجیب عجیب خیالات تھے۔

اگر کسی کو سانپ کاٹ لیتا تھا تو وہ اسکو زور پہناتے تھے۔

اولن کے پاس جب اونٹ کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جاتی تھی تو وہ ایک اونٹ کی انگو
پھونڈتے تھے کہ نظر بے گلا محفوظ ہے۔ جب کوئی مر جاتا تھا تو اسکے ناکہ کو غیبی طرح سے
ایک گڑھے میں ڈال دیتے تھے۔ کھانا پانی سب سپر بند کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر جاتا تھا۔
اکثر مر جانے کے بعد اسے جلا دیتے تھے۔ اور اسکی کھال کھینچ کر اس میں گھاس بھرتے تھے۔
ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ناکہ اولن کو شرم میں ملے گا اور اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو میت کو خسر میں پیل
چلانا پڑے گا۔

ہاتھ کے متعلق قریب قریب سارا عرب متحد العقیدہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ اگر کسی قتل کا
عوض نہ دیا جائے تو مقتول کے سر سے ایک جانور نکلے گا ہے اور وہ آواز دیتا ہے کہ میں

پہا ساروں پانی پلاؤ۔

اہل کے عقائد میں عفر بھی مشہور ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہر شخص کے پیٹ میں ایک سانپ
ہوتا ہے جب انسان کو بھوک ستاتی ہے تو وہی سانپ جگر اور آنتوں کو کاٹتا ہے۔
جب کسی وبائی قریہ میں داخل ہوتے تھے تو وہ انہیں پرکھڑے ہو کر گدھے کی آواز میں
پہنچتے تھے۔ اس کا نام معشرہ کہتے تھے۔

وقت سفر و رخت کی جڑ یا ٹہنی میں ڈورا بانڈ دیتے تھے۔ واپسی میں اس میں کوئی تینیر پا کر
بیوی کی بد عصمتی کی نشانی سمجھتے تھے اس کو وہ رقم اور ریشم کہتے تھے۔
جس عورت کا بچہ جاتا تھا وہ کسی شریف مقتول کو کچلنا بقاء والا دیکھنے والے نیک سمجھتی تھی
اسے وہ مقلا کہتے تھے۔

کسی لڑکے کے دانت گر جاتے تھے تو اسے آفتاب کے سایہ میں رکھ کر کہتے تھے کہ اس سے اچھا
دانت دے۔ ان کا خیال تھا کہ رئیس کا خون کتے کے کالے کا علاج ہے۔

جب کسی پر جنوں یا ارواح خبیثہ کے تسلط کا خیال ہوتا تھا تو ادھر گندی چیر میں لادی
جاتی تھیں۔ مثلاً حیض کا کیرا۔

آکھ پھر دکتی تھی تو کہتے تھے کسی محبوب سے ملاقات ہوگی یا خبر ملیگی۔

عاشق و محبوب کا اپنے برقع اور چادر کو چاک کرنا افتار محبت کی علامت سمجھتے تھے۔
جس مسافر کی اپنی نہیں چاہتے تھے اسکے پیچھے آگ روشن کرتے تھے یا برتن توڑ کر پیچھے
ڈال دیتے تھے۔ لومڑی اور بلی کا دانت بچوں کے جنوں سے حفاظت کے لئے پھانتے تھے۔

راستے میں ڈاکو اور چور کے ڈر سے نام کو کہیں بازو دھکڑا کھینچتے تھے۔ اور کہتے تھے ہم وادی کے
مالک سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسکا ذکر قرآن میں بھی ہے کہ نہ کان نہ جبال من الحق فزادوہم
بخار کے بعد بچوں کے منہ پر جب دہن لگاتے تھے تو اسکے سر پر ایک برتن رکھتے تھے جو گھر گھر

”الحلا“ الحلا ”الطعام“ الطعام ”پکارا پھرتا تھا۔ عورتیں روٹی کے ٹکڑے خرچے اور گوشت اس میں ڈال دیتی تھیں وہ سب کتوں کے سامنے رکھ دیا جاتا تھا۔ انکا خیال تھا اگر کوئی بچہ اس میں سے کھا لیتا تھا تو اس مرض میں مبتلا ہو جاتا تھا۔

جب کسی ناکھڑا عورت کو شوہر نہیں ملتا تھا تو وہ ایک طرف کے سر کے بال بکھڑاتی تھی۔ اور دوسرے طرف کے آنکھ میں سرسہ کرتی تھی۔ ایک پاؤں میں جھابھنے پہنتی تھی یہ سب رات کو ہوتا تھا۔ وہ بلند آواز سے کہتی تھی ”یا الکاح یا الکاح“ یعنی النکاح قبل الصبح“
اے نکاح میں صبح سے پہلے نکاح چاہتی ہوں“

ہرن۔ لومٹری۔ شتر مرغ وغیرہ کو جنوں کی سواری سمجھتے تھے۔ کوئے مرغ اور کبوتر اور سانپ جنوں کا ایک ربط سمجھتے تھے بلکہ ان کو جن ہی سمجھتے تھے۔ طویل بیماری کو وہ جن کا تسلط سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ سانپ وغیرہ کو شائد مار ڈالا ہے۔ مٹی کا اونٹ بناتے تھے۔ اوپر گریہوں۔ جو خرما لافٹے تھے۔ صبح کو اگر بعینہ پاتے تھے تو سمجھتے تھے کہ دیت نامنظور ہوئی۔ اور اضافہ کرتے تھے۔ اگر تغیر پاتے تھے تو باجا بجاتے تھے۔ اور یہ مرض کی صحت کی فال تھی۔ کسی غائب کی خبر لگانے کیلئے وہ کسی گھرے کنویں میں نام لیکر پکارتے تھے اور انکا خیال تھا کہ زندہ ہوگا تو بولے گا۔

عورتوں کو اپنے حریف کی صف کے درمیان پیشاب کرنا صلیح کی علامت سمجھتے تھے۔ زردھ کو قتل کر کے وہ جن کے حملے سے ڈرتے تھے۔

بحیرہ۔ سائبہ۔ وصلیتہ وغیرہ سب اسی قسم کی اصطلاحیں ہیں جو اونٹ اور بھیڑ وغیرہ کی نذر یا اور کسی موقع پر متعلق ہوتیں تھیں۔ تفصیل کے لئے بحار تلک مدول العرب۔ قاموس اللغۃ۔ شرح ابی الحدید کا مطالعہ کیجئے۔

بجلی نبوت اور رنگ عالم۔ شرح ابی الحدید ۱۱۲ میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ پشت

رسول کے وقت رنگ عالم کیا تھا علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ علما کا بیان ہے کہ اس وقت بنی آدم
چند گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بعض یہودی۔ بعض نصاریٰ۔ بعض مجوس۔ بعض صابئی۔ بعض
ہرت پرست۔ بعض فلاسفہ۔ بعض زنا و قہ۔ خاص عرب کے مذاہب پر وہ بحث کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ بعض عرب خدا اور خضر و اشتر کے منکر تھے۔ قرآن مجیب نے انھیں کے خیال کو میان کیا

عہ نقاب میں صابئین کے متعلق جو بیان ہے وہ بالکل صحیح کیا جا رہا ہے۔
بعض کہتے ہیں یہ اہل کتاب کا ایک گروہ ہے لیکن حقیقتہ یہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ عہ نقاب البیان
صابئین ستارہ پرست ہیں یا وہ کفار جو اپنا مذہب بدلتے رہیں۔ تفسیر خلاصۃ المنہج فارسی
مفتاح افہام

صابئین کفار کا وہ گروہ ہے جو براہ مذہب بدلا کرے۔ ان لوگوں کو بھی صابئین کہتے ہیں جو ہر مذہب
تھوڑی تھوڑی باتیں اخذ کر لیا کرتا تھا۔ بلکہ جو ستاروں کو پوجتے تھے۔ غار کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے
بعض کہتے ہیں صابئین زنا و قہ کا نام ہے۔ بعض ستارہ پرستوں کو بعض ملائکہ پرستوں کو صابئین کہتے ہیں
جو خدا کا بھی اقرار کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ اور مجوس کے مین بین ایک قوم صابئی تھی
تفسیر منہج الصادقین فتح اللہ خان ساری ۹۸۲

انھیں صابئی اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا خیال تھا کہ یہ خدا کے دین کی طرف مائل ہوئے حالانکہ یہ ہر مذہب
جھوٹے ہیں۔ مگر میں یہ کہ یہ لوگ اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ ستارہ پرست ہیں۔ تفسیر صافی خرمی
صابئین وہ ہیں جو کبھی جنس نصاریٰ میں شامل ہوئے ہیں اور کبھی کسی اور دین میں
تفسیر نیشاپوری ج ۲ سورہ حج ۱۲۸

صابئین کسی ایک دین پر جگر نہیں ہے۔ ستارہ کا خیال ہے کہ یہ لوگ ستارہ پرست تھے۔ خدا اور معاد کے
قائل تھے اور بعض انبیاء کو مانتے تھے۔ جیسا کہ اور حسن کا خیال ہے کہ یہ لوگ یہود و مجوس کے مین بین تھے۔ ستارے کے
خیال میں یہ اہل کتاب کا ایک گروہ ہے۔ جو زبور پر پڑھتا تھا۔ خلیل کا خیال ہے کہ یہ ایک قوم ہے جو نصاریٰ سے
متا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ان کا قبلہ بہت جنوب میں ہے، ان کا دعویٰ تھا کہ یہ دینِ صالح پر تھے۔

ابن زید کا خیال ہے کہ یہ لوگ جریرہ موصل کے رہنے والے تھے۔ یہ اہل دین تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے
لیکن کسی رسول کو نہیں مانتے تھے تفسیر کبیر رازی ۳۱۹

بعض کہتے ہیں یہ یہود و نصاریٰ کے مین بین ایک فرقہ ہے یہ لوگ سر منڈا تھے بعض کہتے ہیں یہ لوگ
ملائکہ پرست تھے۔ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ عہ نقاب کے کچھ لیکر ایک مخلوط مذہب بنایا تھا۔

در باب التاہل خاندن بندای متوفی ۵۱۶ ہجری مقرر ۱۳۱۹
صابئی ایک قوم ہے۔ جو یہودیت و نصرانیت سے کلکرتا ہے پرست ہوئی تھی کہ شان زمری ۱۳۱۹

ماہی الا حیوتنا اللہ یا نموت ونحی وما یملکنا الا اللہ
 بعض عرب ایسے بھی تھے جو خدا کے قائل تھے مگر قیامت کے منکر تھے قرآن میں انہیں کے
 حکایت کی گئی ہے کہ قال من یحیی الفظام وہی سر میم (بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ
 کر سکتا ہے۔)

بعض عرب خدا کے بھی قائل تھے اور مجملاً حشر کے بھی۔ لیکن پیغمبروں کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے
 وہ بتوں کو شیخ بھکر پوجتے تھے۔ وہ ان کا حج کرتے تھے۔ ان کی قربانی کرتے تھے۔ تذرین پیش
 کرتے تھے۔ یہ مذہب جمہور عرب کا تھا۔

بہت سے عرب بتاؤں کے قائل تھے۔ بت پرست بھی کئی طرح کے تھے۔ بعض بتوں کو
 خدا کا شریک سمجھتے تھے اور ان کو شریک باری کہتے تھے۔ ان کو تکمیل مقاصد کے وسائل میں
 شمار کرتے تھے۔

بعض وہ تھے جو بتوں کو خدا کا شریک تو نہیں کہتے تھے لیکن ان کو خدا تک پہنچنے کا
 ذریعہ یقیناً سمجھتے تھے۔ قرآن میں انہیں کے الفاظ پیش ہوئے ہیں۔ انا نعبدکم لیسقربنا الی اللہ ربنا
 عرب میں وہ گروہ بھی تھا جو مشابہہ اور مجسمہ کہا جاسکتا ہے۔ انہیں امیہ بن صلت وغیرہ کا شمار
 یہ کہتا تھا خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ پاؤں کرسی کے نیچے گرائے ہوئے ہے۔

جمہور عرب بت پرست تھے۔ بعض عرب یہودیت کی طرف مائل تھے۔ انہیں جماعت
 تباہ اور ماوکین اور نصاریٰ بنی تغلب قبیلہ عدی بن زید۔ نصاریٰ بنجران کا شمار
 بعض صاحبہ کسطن مائل تھے۔ اور نجوم والوں کے قائل تھے۔ خدا پرست لوگ بہت کم تھے۔
 یہ لوگ ارباب ورع و تقویٰ تھے۔ بڑی باتوں سے الگ رہتے تھے۔ انہیں عبد المطلب ابو طالب
 زید بن عمر فیصل "قس بن سائدہ ایادی"

عامہ بن طرب عدوانی ایسے لوگوں کا شمار ہے۔

قرآن مجید اور احادیث وغیرہ کے مطالعہ سے نبوت کے وقت خاص عرب کی حالت زار بالکل
المشجح ہو جاتی ہے۔

توحید صدقہ نمبر ۱۲۱ عرب احادیث کے ذیل میں باب قائم کئے گئے ہیں۔
باب الرد علی الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثة (۲۶۹)
باب الرد علی الثنویہ والزنادقہ (۲۷۱)

بخاری مجلسی م ۱۳۱ ج ۴ بڑی تقطیع پر فلسطی کی کتاب ہے۔ اس میں وہ آیات جمع کر دی گئیں
جن کا تعلق وہ احتجاج ملے ہیں۔ ۲۳۲ سے ان آیات کی تشریح شروع کر دی گئی ہے۔
بخاری ۱۷۴ سے رسول کے یہود و نصاریٰ۔ دہریہ۔ ثنویہ۔ اور مشرکین عرب سے زبردست
مناظرے ملتے ہیں۔

بخاری ۱۳۲ پر ایک عنوان قائم کیا گیا ہے باب احتجاج النبی علی الیہود فی مسائل شنیعہ
بخاری کتاب التوحید ج ۲ میں کافی سرمایہ ملتے ہیں عرب کے خیالات و عقائد کا کافی علم
ہو جاتا ہے۔ شیخ عز الدین ابی منصور احمد بن علی طبری کی کتاب احتجاج علی اهل المجاج، بھی
اس موضوع میں زبردست تالیف ہے۔

خریدۃ العجائب علامہ بن سراج الدین ابی حفص عمر بن دروی م مطبع شیخ عثمان عبدالرزاق
مصر قاہرہ ۱۳۰۹ھ میں اشماویل عالم یہود (اسلامی نام عبدالسلام) کا رسول سے ایک ہزار
چار سو مسائل دریافت کرنا اور رسول کے جوابات تفصیلاً مذکور ہیں بخاری ۳۳۲ سے
ابن صوریہ اور جماعت یہود اہل فدک کا رسول سے سوال مذکور ہے۔ ان سوال و
جواب سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نبوت کے وقت کم از کم عرب میں کن کن مذہب کا وجود تھا اور ان کے
کیسے کیسے عقائد تھے۔

یہ تھا کائنات قبل اسلام کا نقشہ جو سرسری طور سے پیش کیا گیا۔ یورپ آج صرف

اسلام کی عداوت میں چاند پر خاک ڈالنا چاہتا ہے۔ اور ذرہ کو آفتاب ثابت کرنے کی فکر میں
 وہ صرف اسلام کی پر خاش سے جہاں عرب اور یونان و فارس کے غیر مذہب اقوام کا قصیدہ
 پڑھ رہا ہے۔ یورپ کے متعصب مسیح اپنے خیال میں یہ کہہ کر کہ اسلام کا تمدن یونان و فارس یا
 عرب کے تمدن کی نئی صورت ہے "عرب قبل اسلام بعد اسلام سے ہزار درجہ بہتر تھا"
 بہت خوش ہوئے ہونگے کہ ہم نے اپنے حریف کے خلاف اتہامات کا ایک قلم تیار کر لیا ہے
 کاش وہ سینٹ ہسٹر فریج منتشرق کا یہ جواب سن کر شرمندہ کہ عرب قبل اسلام کی تمدنی و مذہبی
 حالت ایسی ہی تھی کہ قرآن کو عام ابتدائی تعلیم محرمات محلج درالسمی چھوٹے چھوٹے
 اصول کے بیان کرنیکی ضرورت پڑی۔

تاریخ کامل ابن اثیر ۹۶ میں وہ اصول لکھے ہوئے ہیں جو رسول نے بیعت کے موقع پر
 پیش کئے تھے وہ دیکھو شرک نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ اولاد کو قتل نہ کرنا۔
 اہل عرب نے جو سوال معیار نبوت سے پوچھا رسول کی خدمت میں پیش کئے تھے اس کے مطابق
 اونکی عقل اون کے علم کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے۔
 کبھی رسول سے یہ فرمائش تھی کہ خدا و ملائکہ کو دکھا دیجئے تو ایمان لائینگے۔ کبھی کہتے تھے کہ وہ خدا
 کو سونا بنا دیجئے (بخاری ۳۲)

کبھی کہتے تھے کہ قرآن کے کتاب اللہ ہونے پر چار ملائکہ کو گواہی کیلئے لائے۔ کبھی کہتے تھے
 کہ ہم آپ کو اس وقت تک سچا نہیں مانیں گے جب تک ہماری آمدنی نہ بڑھ جائے۔ بخاری ۱۱۱
 کبھی کہتے تھے ایک سال آپ ہمارے خدا کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے خدا کی
 عبادت کریں گے (بخاری ۱۲۲)

یہ تھا عرب کا سرمایہ علم و عقل یہ تھی یونان و فارس کی کائنات تمدن۔
 مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ رومن وضع قانون میں مشہور نہیں تھا۔ مجھے اقراہ کہ

یونان فلسفہ و حکمت میں ایران نفاسیت طبع میں اعلیٰ مصوری میں شہرت رکھتے تھے
مگر انسانیت کی چیدگیوں کا حل فطرت کی اندرونی روحانی عالم کی خبر گیری ان کے
بس کی چیز نہیں تھی۔

چالاک یورپ نے ہمارے ہلکے کو بے ہنری سے خود ہم پر استعمال کرنا چاہا ہے۔
ہم کہتے ہیں کہ یورپ کا جدید تمدن اسکا ذاتی نہیں ہے بلکہ یونانی و لاطینی تمدن کا اقتباس ہے
یورپ کے پاس سوا برقی و روحانی دریافت کے اور کیا ہے اور جو ہے وہ روح انسانیت کا
سوداں ماحلاقیات کا قحط استکین باطن کا دیوالہ۔

اے یورپ یہ کیسی محسن کشتی ہے۔ کیا تو صداقت و دیانت کی قسم کھا کر کہتا ہے۔
کہ اسلام کا پیام دنیا میں کسی اور نے بھی دیا ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ انسان جو کائنات کے امبار
والہ کو معلوم کرنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ وہ انسان جو عالم اکبر کو مسخر کرنے کے لئے آنا تھا قدرت
جیسے لئے مخلوقات کی ساخت میں محاکمیت کی شان رکھ دی تھی۔ وہ جو ایک لائن سجود ملاک تھا
اسنے یکے دن اپنی استی کو اس قدر ذلیل و خوار کر دیا تھا کہ اس میں اپنے جلال و جبروت کی حس بھی باقی
نہیں رہی تھی۔ مگوئات اسکی چاکری کے لئے پیدا کئے گئے تھے مگر اس نے اپنے کو اتنا گرا دیا کہ
جنس سافل کو اپنا مہود اکبر بڑھا تھا۔ وہ تخلیق کے مقصد و اقصیٰ کو بھلا کر ذاتیات کے بھنور
میں پھنس گیا تھا۔

خاص عرب میں بلکہ تعجب کی لڑائیاں اپنی خون فضا بڑھاتی جاتی تھیں۔ حضر موت
و گنہ کے لوگ جنگ کی آگ تاب رہے تھے۔ اوس و خزرج جنگ کی دیوی پر بھیت چڑھ
چکے تھے۔ خاص حرم دکن میں عرب انبجاء کے شعلے بھڑک رہے تھے لوٹ مار سے کسی
لحم میں زندگی کے متعلق کوئی اطمینان نہ تھا۔

توحید پرستی کا دور اٹھ چکا تھا۔ عرب نہیں کائنات میں شرک و دہریت کی

کی فراز فانی تھی۔ تہذیب دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔ اخلاقیات کے نام سے عالم نادانوں
ہو گیا تھا۔

اس وقت رحمت الہی جوش میں آئی۔ عالم بنگاہ ڈالی گئی۔ باریاں چنی گئیں ملک کا انتخاب
شہر چنا گیا۔ قبیلہ پر نظر دسائی گئی۔ رحمت کا بادل جھوم جھوم کے آتا تھا اور منزل تلاش کرتا تھا کہ
کہاں برسے۔ ایک اللہ کا بندہ اس آسمانی صحیفہ کے لئے رحل بنا جسے قدرت اتار نیوالی تھی
نور رسالت کے اماندار سلسلہ کی آخری کڑی عبدالقدوس پائے درہ درہ میں طغیانِ شوق
خشک و تر میں تلاطم انتظار۔

بت ہمہ تن زبان بنگے آینے کی منقبت سرائی ان کا کام ہو گیا۔ کوئی خواب میں جھنجھوڑا گیا
کیسے بیداری میں کوئی آواز سنی۔ نظام عالم ایک انقلابی کر دھڑ بھل رہا تھا۔ ہاتھ غیبی کی
آواز نے فضا کو چھایا۔ ساری دنیا کے بت آنسو کے بل گر پڑے۔ فلان کی چوٹی پر

عہ بتوں کے دلچپ معلومات کے سلسلے میں قمر رسول کی ولادت یا بخت کے موقع پر بتوں کے کلمہ اور دیگر خالق عارف
واقعات آگئے ہیں۔ ہمارے پاس ان واقعات کے امکان وقوع پر دلائل قاطعہ موجود ہیں مگر اس موقع پر اس مضمون کو
چھوڑنا ایک مضمون مستقل کو دعوت دینا ہے۔ اس مقام پر ان مقدمات کے ذکر پر اکتفا کی جاتی ہے جو اثباتِ مضمون کے
ضامن ہیں اور سطور سے اشیاء متاثر ہوتے ہیں مثلاً سہیل سے جھڑا خوشبودار ہو جاتا ہے (۲) ہرگز میں
قوت ملکوتی ہے جیسا کہ سورہ انعام ۹۱۔ یس ۲۲ میں ہے سورہ نور ۲۴ کے الفاظ ہیں میں نے یہ میری ملکوتی
رسول انسان افضل المخلوقات ہے (۳) انسان میں انبیاء افضل المخلوقات ہیں انہیں بڑی قوت ملکوتی ہوتی ہے
جب تک یہ صلب۔ رحم یا حجاب نظر میں رہتے ہیں اثرات کا طور دھیار ہوتا ہے پر وہ ہٹ جانے کے بعد تجلی
تیز ہو جاتی ہے وہ خرق عادت ممکن ہے۔ مسلمانوں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں کے درمیان
ایک مضمون اہم بن گیا ہے قرآن میں نہ فاران ہے نہ پاران جہاں اسمعیل و ہاجرہ کو اہل بیت نے پوچھا یا تعجب
وادی غیر ذی نزع، کہا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام ناقابلِ زراعت تھا جو مکہ سے ملا ہوا تھا
توریت فقر تکوین ۱۱۱ میں فاران کو ایل فاسل کہا گیا ہے۔ عبرانی میں ریل کے معنی خدا ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا
ظہور قدرت کا کوئی واقعہ اس جگہ سے متعلق تھا اس لئے یہ خدائی پہاڑ مشہور تھا۔ مکہ کے گرد نواح کے پہاڑ حرا۔ نور
صفادہ۔ بوقلبیس۔ اب بھی یہ کمال مشہور ہیں۔ الہل ایل کی جگہ ہے۔

تکوین ۱۱۱ سفر اعداؤ ۱۱۱ سفر تثنیہ ۱۱۱ کوک ۱۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ سینا قیام اس فاران سے میری متعدد

جگہوں کے نام ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاران وہ مقام ہے جہاں سے مہر راستہ ہے اور یہ تو نقشہ سے

انسان کامل اور فرشتہ رحمت کا ظہور ہوا۔ دعار خلیل اور نوید مسیحا کو خلعت وجود ملا۔
سیاری مخلوق نے اس کا استقبال کیا۔ تقریب ولادت میں ایوان کیسٹر ایرلینڈ فارس کی کھنڈر
ہتشر سال گل ہو گئی (مواہب لدنیہ خطیب عسقلانی م شرقیہ مصر قسط ۲۳ ص ۹۰) ۱۹۰۷ء

اسے دنیا میں اگر اخلاق و تمدن کی معجزانہ تعلیم دی و حشیوں کو انسان بنایا سوئی ہوئی طاقتوں کی
بیدار کیا۔ قریش کے زور آور سردار خاک میں مل گئے۔ قیصر کسری کے تخت الٹ گئے۔ ابو جہل و
ابولہب کے نام مٹ گئے۔

آج دارا و اسکندر نہیں۔ پینولین و انگلش نہیں۔ ارسطو و پلارط و جالینوس نہیں۔ شکسپیر و
ملٹن نہیں۔ نیوٹن و ڈارون نہیں۔ لیکن عبداللہ کے یم اور ابوطالب کے بھتیجے کا نام کہا نہیں
یا گیا اور کہاں نہیں پکارا جاتا۔

کشمیر کے سبزہ زاروں میں دکن کی پہاڑیوں میں۔ ہمالیہ کی چوٹیوں میں گنگا کی وادیوں میں۔
بحر ہند کی موجوں میں۔ چین میں جاوا میں۔ مصر میں ترکستان میں۔ بخارا میں اسکی تعریف
گیت گائے جلتے ہیں۔

ترکی میں نجد میں یمن میں حبش میں۔ طرابلس میں۔ پیرس میں۔ برلن کی آبادیوں میں آج بھی
اس کے نام پر درود پڑھا جاتا ہے۔

مقالہ طویل ہو گیا۔ یہ الواعظ بہشت نمبر کیلئے نہایت عجلت میں قلمبند ہوا تھا جس کا کچھ حصہ
الواعظ کی سات آٹھ قسطوں میں شائع ہوا۔ سکریٹری صاحب اسلامیہ مشن کانپور کے اصرار سے
کافی تغیر و اضافہ کیساتھ یہ کتابی صورت میں آرہا ہے۔

کاش کوئی صاحب اس موضوع کے دوسرے حصہ (کائنات بعد اسلام) پر قلم اٹھائیں اگر مجھے
فرصت ہوئی تو انشاء اللہ میں خود ہی کچھ لکھونگا

خادم قوم و ملت محبتی حسن موسوی کامون پوری۔ ماہ صیام ۱۳۵۲ھ ازادناؤ



کتابخانه کتب خطی
شماره ۱۰۰۰

